

اِنْ وَلِيَ اللّٰهُ الدِّينَ لَكُنَّا مِنْ الصّٰلِحِيْنَ



من البغاة حضرت مولانا و قاضی سید نور الدین صاحب سیف و قد

بابا غلام اسحاق نویسنده و پسرنگ و مطبع در پراستور

القصيدة في مدح حضرة الغوث الرفاعي قدس الله سره العزيز

طابت بحضرة ذكرك الوثبات
وظلال بابك يارفاعو العباد
ولك اليد أيضا التي كشفت لنا
واخذت من لب الشريعة منها
أرضيت فيه الله جل جلاله
ومضيت مقتفيا لأثر محمد
فظرت منه بنظرة جذابة
وسرى بتبعية نافذ سرها
فورا أراد الحق أن تحبى به
أوضحت يا شيخ الوجود طريقة
ونشرت فيها راية علوية
وجعلت متن الانكسار مطية
وسبقت كل العارفين بصمة
وأكلت مائدة القبول بخشعة
يا صاحب العليين يا غوث الوري
هذا لجزء الصابرين كما أقر
انقثت فبح الاتباع لأحمد
ولنا الإدلة في ثناك طباعث
ولانت معجزة لجدك محضنة
فثبتت مناقبك الرجاء قوائم
خبر بها أهل الجود لأنفسا
ذلت لسطوتك الأسود ومارأت
وبضت على آعاب عزك ذلة
والتواخى والسلاح معطل
الله أكبر أنها الخصائص
شكر المولانا الذي أهدي إلى
والى طريقك التي هي باب

نقر

وبها الحزبك صولة وثبات
سوح به تنزل البركات
ستزال به تسكب العبرات
قصرت لعرك بعده الخطوات
ونصرت ما جاءت به الآيات
طوعا لك المحركات والسكنات
خرقت به لك في الملا العادات
تركته في أحيائها الاموات
وعمالن فتكت به الظلمات
سدت بغير سلوكها الطرقات
خضعت لرفعة قدرها الهامات
حزمت بخلق ماله به هنات
فتحت لواء عزها الحضرات
ولكم اجاعت ذيرك الشطحات
طب ان رسد عنه الرحامات
والقوم يا ابن المصطفى درجات
في المشربين وما عراك شتات
سمحاء والاحوال والكلمات
وضاحة ما شاها الشبهات
لزماننا وبنفيها الانشبات
فوق البداهة عند هامقات
ان تحوها من باسك الغابات
وكذلك الاممار والحيات
لما بدبك تكثر الضجعات
بيد النبي بها جنتك الذات
تصدق من تحي به الزلاات
وعليه عطر قسيرة الصلوات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي أنار أسرار معرفته بنور الدين والاسلام - وأفاض أنوار ربوبيته على من سلك طريق الحق ثم استقام - وزين قلوب اوليائه الذين احكموا احكام الشريعة والطريقة غاية الاحكام - وفور قواد اجبائه الذين تشبوا باذبال الشريعة وتمسكوا بسبله خيرا لانام - والصلوة والسلام على من هو صاحب الصدر والمقام الذي نور تحقيقه انزال الشبهات والاهام - وفور بانوار هدايته الكائنات ورفع منها الظلام - وجعله الله تعالى خليفة لهداية الخواص والعوام - وهو باعث وجود الموجودات من العرش الى العرش حتى الانبياء والملائكة الكرام كما ثبت ذلك بحديث قدسى عن الله تعالى ذى العز والجلال والاكرام - وعلى اله الطاهرين من الرجب والاقام - وهم كسفينة نوح على نبينا وعليه الصلوة والسلام - واصحابه الذين تشرفوا بشرف مجلسه وقرب المقام - ففاضوا بالنجمة السمرية وكمال الكرام - الذين رفعا رايات الدين ونشروا الاعلام لهداية طريق الحق وابطال الكفر والانزلام - وفرو قوا بين الحق والباطل بالدلائل والبراهين والقتصاص - وعلى جميع التابعين الكرام - وتابعي التابعين العظام - وعلى من تمسك بسلسلة ارشاده مريداً عن روج معارج الكرام - وطالباً لتسقى وصعود المقام - الى يوم المحشر والقيام - اما بعد حمد و صلوة - برضاير نسير رب روان راء شريعت وطريقت وپيروان جاده حقيقت ومعرفت روشن و مبرين ہو کہ موجب تحریر و سبب تظیر اس رسالہ عجمالہ کا یہ ہے کہ اکثر مستملکین سلسلہ عالیہ رفاعیہ و متعلقین طریقہ احمدیہ اس خوشہ چین خرمن ارباب بصیرت و یحیدان بی بضاعت کو بار بار فرماتے اور اصرار کرتے رہے کہ ایک رسالہ ایسا تیار کیا جائے کہ جہین کل لوازمات مشرب رفاعیہ و ضروریات مسلک احمدیہ کا مفصل طور پر بیان حالات ہو - اور از روی روایات کتب معتبرہ فقہیہ

۳
 واحادیث صحیحہ مسندہ اسکا اثبات ہو۔

لہذا اس فقیر خدام الطلاب والمشاغین السید نور الدین سیف اللہ
 ابن حضرت صاحب السجادہ احمدیہ شیخنا و مولانا السید ابوالنصر محمد امین اللہ العزیز
 سید حامد الدین الحسینی الموسوی الرفاعی عفی عنہما نے از روی احادیث
 و روایات رسالہ ہذا بنام تاریخ فی نور التحقیقات الملقب
 بہ تحفہ رفاعیہ تیار کر کے بارہ سوال مع جواب مدللہ اور ایک فائدہ پر
 منقسم کیا۔ بحمدہ تعالیٰ جو کہ مواہیر و مستحط علماء دین و قاضیان شرع مبین
 و مثالیان سجادہ نشین ساکنان شہر سورت و بمبئی زاد ہم اللہ شرفاً و تعظیماً
 سے مرثیہ و مستحسین ہو کر ہدیہ ارباب بصیرت و تحفہ اصحاب خبرت ہی۔

خداوند عالم بطفیل رسول اکرم جمیع اہل اسلام کو محبت اولیاء کرام نصیب
 کرے۔ اور پیر وی شرع شریف و آگاہی سائیل دین منیف عطا فرما دے
 آمین یا رب العالمین واللہ یعدی من یشاء الی سبیل الرشاد و علیہ التوکل
 والاعتماد۔
 رباعی

دین نیت خاص فی بہار شناخت
 میدان بریقین کہ او خدا را شناخت

آنکس کہ کمال اولیاء را شناخت
 پس شکر نکرد و حب ایشاں نگزید

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع مبین زاد ہم اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً
 ان سوالات مستفسرہ کے بارے میں جو ذیل میں مرقوم ہیں اور جواب پر ایک
 مطابق شرع شریف از روی احادیث مسندہ و کتب فقیہہ مفصلاً بیان فرما کر
 باجور و مشکور ہو وین بدینواتوجروا

سوال اول

بجائاد ف یعنی دائرے کا وقت نکاح یا ولیمہ یا وقت ولادت فرزند و رست و جائزہ یا نہیں

الحق والحق والحق والحق

بعد ثبوت مافی السوال جواب اسکا از روئی شرع شریف یوں منکشف ہوتا ہی کہ بجانا اور سرے کا وقت نکاح یا ولیمہ یا وقت ولادت فرزند بلکہ ہر سرور حادث شرعی میں درست و جائز ہی اور اباحت اسکی کتب معتبرہ فقہیہ سے ثابت ہی چنانچہ عینی شرح کتزالدقائق کے باب الشہادۃ میں مرقوم ہی۔ ومن الناس من اجاز الغناء فی العرس الا ترى انه لا باس بضرب الدف فیہ اعلاناً للنکاح ۱۲ و فتاویٰ مختصر شافی کے فصل فی السماع والتعنی والمزامیر میں لکھا ہی ومن الناس من یحذر ذلك فی العرس والولیمہ وان کان فیہ فوج طہور وطرب لہدیکں بہ باس لان فیہ اظہاراً للنکاح وبہ امر صاحب الشرع اعلنوا النکاح و لو بالدف ۱۳ اور اسبطرح کتاب غایۃ الاوطار ترجمہ در المختار کے جلد دوم صفحہ ۱۳ کتاب النکاح میں مرقوم ہی کہ۔ (مراوز زفاف سے یہاں غور تو ان کا اجماع ہی اسواسطے کہ شب زفاف بین غورتوں کا جمع ہونا عرف میں لازم ہی۔ اور بعضوں نے کہا ہی کہ مراوز زفاف باعلان دف سے بجا سکے ہی۔ کذا فی حاشیۃ المدنی ۱۳)۔ اور نیز اوسی کتاب کی جلد تیسری صفحہ ۲۹۹ کتاب الشہادۃ میں لکھا ہی (اور دوسری قسم ملا ہی کی مباح ہی وہ دف ہی نکاح اور نکاح کے مانند ہر سرور حادث میں ۱۲۔ کذا فی الطحاوی عن البحر) اور نیز اوسی کتاب کی جلد سوم صفحہ ۲۹۹ کتاب الشہادۃ میں مرقوم ہی (اور بعض فقہانے جائز رکھا ہی سرور کو نکاح میں جیسے دف بجانا اوسیں جائز ہی۔ اور بعضوں نے اسکو مباح کہا ہی مطلقاً نکاح اور غیر نکاح میں) اور اوسی کتاب کی جلد سوم صفحہ ۳۰۳ کتاب الشہادۃ میں مرقوم ہی (اور معنی میں ہی کہ ملا ہی دو قسم کی ہی ایک محرم چنانچہ آلات مطہرہ وغنا و جیسا کہ نماز و طہور وغیرہ اور دوسری قسم مباح ہی وہ دف ہی نکاح اور اوسے مانند اور سرور حادث میں انتہی عبارتہ ۱۲)

اور بعضوں نے کہا ہے کہ نکاح کا اظہار دف بجا کے کرنا سنت ہی چنانچہ ابن بطال
 سے بیچ شرح بخاری کے مروی ہی قال المقلب من السنة اعلان النکاح
 بالدف ۱۲ اور امام احمد کے نزدیک نکاح میں دائرہ بجانا مستحب ہی چنانچہ
 شیخ شمس الدین المقدسی الحنبلی نے بیچ کتاب شرح المقنع کے کتاب النکاح
 میں لکھا ہے یتحب ضرب الدف فی النکاح ۱۲ سیطرح امام احمد حنبلی
 فرماتے ہیں یتحب ان ینظر النکاح ویضرب علیہ بالدف ۱۲

علیٰ ہذا القیاس فقہای شافعیہ بھی نکاح اور ولیمہ میں دائرہ بجانا مستحب
 ہونے کے مقرر ہیں چنانچہ فقہیہ حافظ ابو بکر محمد بن عبد القدیر العامری البغدادی الشافعی
 اپنی کتاب کے باب السماع میں تحریر فرماتے ہیں۔ لما قسم ضرب الدف تقيمان
 قال وضرب یتحب فالمستحب فی العرس والولیمہ ۱۲ وقال صاحب البیان
 وابن عسرون وابن درباس صاحب الاستقصاء وایراد المحاملی یقتضیہ
 وکذا البحرانی فی تحریرہ۔ وکذا لک سلیم الرازی فی کتابہ المسمی بالمحصر
 والیہ اشاعہ الدین السہروردی صاحب الذخیرۃ۔ ونقل ابن حبان الحنبلی
 قولہ فی مذہب احمد فقال والد فیسباح فی العرس وقیل وللختان۔ ذکرہ
 فی الرعاۃ الکبریٰ ۱۲

اسی طرح علمای مالکیہ کی تحریر سے بھی اباحت دف کی پائی جاتی ہی چنانچہ
 قاضی ابو بکر بن العرفی المالکی اپنی کتاب مسمی احکام میں ارقام کرتے ہیں میں
 کلام ذکرہ وقسمہ ان آلات اللہ والمشتہرۃ للنکاح یجوز استعمالہا فیہ و
 ذکر الدف منها ۱۲۔ پس ان روایات معتبرہ فقہیہ سے ظاہر ہے کہ بجانا دف کا
 نکاح یا ولیمہ میں درست و جایز ہی بلکہ بعض علماء نے اسکو مستحب و مسنون بھی
 کہا ہے بدلیل حدیث شریف جو کہ مشکوٰۃ شریف کے باب اعلان النکاح میں
 عائشہ صدیقہ سے مروی ہے عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم اعلنوا ہذا النکاح واجعلوہ فی المساجد واضربوا علیہ بالدف

رواہ الترمذی ۱۲ اور دوسری حدیث شریف اوسی باب میں مروی ہے کہ نکاح کو حلال اور حرام سے فرق وجد اگر نیوالا اعلان یعنی آشکارا کرنا نکاح کا اور وہی ہے۔ مشکوٰۃ کے باب اعلان النکاح میں مرقوم ہے۔ عن محمد بن حاطب المجہبی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فصل ما بین الحلال والحرام الصوت والدفع فی النکاح۔ رواہ احمد والترمذی۔ والنسائی وابن ماجہ ۱۲ اور نیز مشکوٰۃ شریف کے باب اعلان میں حدیث شریف بخاری کی مرقوم ہے۔ عن الربیع بن معوذ بن عفراء قالت جاء الیہ صلی اللہ علیہ وسلم فدخل جین بنی علی فجلس علی فراشی فجلسک متی فجعلت یحوی ریات لسان یضوب بالدفع ویند بن من قتل من ابائی یوم بدیرا قالت احدھن وینا بنی صلعم یعلم ما فی غد فقال صلعم دعی هذه وقولی بالذی کنت تقولین۔ رواہ البخاری

سوال دوم

کسی سرور حادث دینی یا بر وز عیدین وغیرہ بجانادائریے کا از روی شرع شریف درست ہے یا نہیں

الجواب

ہر سرور حادث دینی میں یا بر وز عیدین بجانادائریے کا درست و جایز ہے۔ ہر خوشی شرعی میں دائرہ بجانیکجا جواز تو سوال اول کے جواب سے ظاہر ہے۔ اور اباحت عید کے دن کے بجانے کی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ بی بی عائشہ کے مکان میں حضرت سرور عالم صلعم ایام تشریق میں تشریف رکھتے تھے۔ اور دو لونڈیاں بی بی عائشہ کین دف بجا کر اشعار پڑھ رہی تھیں۔ اس اثناء میں جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور اون لونڈیوں کو دف بجانے سے منع فرماتے تھے آپ سرور صلعم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ یا ابوبکر رضی اللہ عنہ درگزر کر دانیسے اور بجانے دو کیونکہ یہ دن عید کے ہیں۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ہر قوم کے لئے عید ہے اور یہ دن ہمارے عید کے ہیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے

باب صلوة العیدین میں مرقوم ہے وعن عائشة قالت ان ابابکر دخل علیہا و
عندہا جاریتان فی ایام منی قد دفنان و تقضیان و فی روایتی قضیان ہما
تقاوت الاضار یوم ربعات والنبی صلعم متعش بنوبہ فانتہرہما ابو بکر
فکشف النبی صلعم عن وجہہ فقال دعہما یا ابابکر فانہما ایام عید و فی روایت
یا ابابکر ان لكل قوم عید او هذا عیدنا متفق علیہ ۱۲ اس حدیث شریف
نظارہ ہے کہ بجانادف کا بروز عیدین درست و جائز ہے اگر درست ہوتا تو آنحضرت
صلعم ضرور اسکی ممانعت کرتے اور جناب ابو بکر صدیق کو منع کرنے سے ممانعت
نہ فرماتے۔ اس بارے میں عبارات کتب فقہیہ بنظر اختصار نہیں درج ہوئے۔

سوال سوم

راتب طریقہ رفاعیہ یا مطلقا کسی وقت میں دائرہ بجاناد درست و جائز ہے یا نہیں

الجواب

راتب طریقہ رفاعیہ اور مطلقا ہر کسی وقت بجانادائریے کا بدون از فواحش
ولعب درست و جائز ہے

علمای دین و فقہای شرع میں نے دلیل اسکی اباحت اور جواز پر حدیث اس
عورت کی لی ہے۔ جو نذر کی تھی و فی بجانائے آنسر و صلعم کے روزہ اور جبکہ آپسے
استفسار کی کہ آیا ف بجاؤن یا نہیں تب آپسے بجانیکے واسطے اجازت دی چنانچہ
مشکوٰۃ شریف کے باب فی النذر میں یہ حدیث موجود ہے۔ عن عمر بن
شعبہ عن ابيہ عن جده ان امرأة قالت یا رسول اللہ صلعم انی نذرت
ان اضرب علی رأسک بالدف قال صلعم۔ او فی بندرک رواہ ابو داود ۱۲۔ ۱
بدین وجہ علمای مجتہدین نے بجانادف کا سولے کھانچ و ولیمہ و عیدین وغیرہ
کے ہر وقت میں بغیر از فواحش و غناء و لہو و لعب کے درست و جائز رکھا ہے۔ چنانچہ
فتاویٰ مختصر شافعی کے فصل السماع میں تحریر ہے۔ و سئل ابو یوسف عن الدف

فی غیر العرس ایکرہ امر لا قال لا مالہ یجیئ منه اللعب الفاحش والغناء۔
 وسماع الدف وان کان فیہ جلاجل جائز ۱۲۔ اور نیز مباح میں تحریر ہے
 ان الذی یضرب بالدف والقضیب ونحو ذلک فلا بأس بہ ولا تزد شہادۃ
 بخلاف العود ونحوہ ۱۲۔ اور محرر امام یافعیؒ لکھا ہے۔ ویجوز ضرب الدف
 فی الاملاک والختان واقرب الوجہین الجوازی فی غیرہما وانہ لا فرق بین
 ان ینکون فیہ جلاجل ولا ینکون ویحرم ضرب الکوفۃ وہی طبل طویل ضیق
 الوسط ۱۲۔ اور فتاویٰ ابواللہؒ میں مرقوم ہے۔ ان ضرب الدف فی
 غیر العرس مختلف فیہ بین العلماء قال بعضهم لایکرہ وذهب طائیفۃ
 الی اباحہ مطلقاً بحری علیہ امام الحرمین والغزالی وحکامہ عماد الدین
 السہروردی عن بعض اصحاب ۱۲ وقال القاضی ابوالطیب وابن الصبغ
 وغیرہا عن بعض اصحاب الشافعی ایضاً انہ قال ان صح حدیث امرأۃ التی
 نذرت لہ یرکہ فی حال من الاحوال۔ وقال القاضی ابوالطیب فی الوصیۃ یصح
 الوصیۃ بالدف ۱۲

اس بطرح علمائے شافعیہ کتب معتبرہ فقہیہ میں اباحت دف بجا نکی مطلقاً
 کسی وقت ہو بیان فرماتے ہیں چنانچہ شیخ ابن حجر البیہقی الشافعیؒ کی کف الرعاع
 میں تحریر ہے۔ ان الدف مباح فی عرس وختان وکذا فی غیرہما فی الاصح
 وان کان فیہ جلاجل فالاصح حلہ ایضاً۔ اور امام سیوطیؒ کی جامع الصغیر
 کی شرح المستفی شرح کبیر میں تحت حدیث اعلنوا هذا النکاح واجعلوه الخ کے شیخ
 عبدالرؤف المناویؒ نے لکھا ہے۔ قد افاد الخبر حل ضرب الدف فی العرس ومثله
 کل سرور ورحادۃ۔ ومذهب الشافعیہ ان الضرب فیہ مباح مطلقاً ولو
 بجلاجل وقد وقع الضرب بہ فی حضرة شارع الملة ومبین الحیل من الحرمة
 واقره ولا فرق بین ضربہ من امرأۃ اور رجل علی الاصح ۱۲۔ اور منہاج فقہ
 شافعیہ میں تحریر ہے۔ ویجوز دف لعرس وختان وکذا غیرہما فی الاصح

وان كان فيه جلاجل - ويجرم ضرب الكوبة وهو طبل طويل ضيق الوسط لا
الرقص الا ان يكون فيه تكسير كفعل الخنث ١٢ اور انوار کی کتاب الشہادۃ
میں مرقوم ہے - ولا یجزم الیراع والدف وان كان فيه جلاجل لا فی الاملاک
ولا فی الخنثان ولا فی غیرہما وقیل یجزم الیراع وهو الذی یقال لہ الشاہین
وبالفارسیۃ فی ١٢ و کتاب نرسہ المجالس کے باب ذکر الموت الخ میں مرقوم ہے
- واما الدف فہو مباح ومنذہ طبل السما دینہ ویکوہ فی المسجد ویجرمان عند
قرآۃ القرآن ١٢ -

الحاصل بجانواف کا مطلقاً یعنی کسی وقت میں ہو درست وجائز ہے۔ اگرچہ بعض
علماء نے اختلاف کیا ہے اور مکروہ کہا ہے لیکن بعد اختلاف کے صحیح تر قول جواز و
اباحت کا ہے بدلیل احادیث مسندہ علمائے مجتہدین نے اس بارے میں بحث
کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے حضور اقدس میں دائرہ بجا ہے اور اپنے او سے منع
نہیں فرمایا اس دلیل سے معلوم ہوا کہ درست وجائز ہے کہ آنحضرت صلعم
شارع اور احکام دین سکھائیے ہوں۔ پس اگر دف بجا نہ ادا اور از روئی شرع
ممنوع ہوتا تو آنحضرت صلعم ضرور اسکی ممانعت فرماتے۔ اور برخلاف منع کر نیکی
نکاح میں دف بجانے نہیں فرماتے۔ اور عید کے روز لونڈیوں کے دف بجانے کو منع
کرنے سے حضرت ابوبکر صدیق کو ممانعت نہ فرماتے اور اس عورت کو نذر کے وفکر کرنے
میں دف بجانے کی اجازت نہ دیتے چنانچہ احادیث مرقومہ بالا سے متکشف ہے اور
علاوہ اسکے کئی احادیث صحیحہ سے بھی یہ امر ثابت ہے۔ بدین لحاظ مفتیان شرع میں نے
علی الاطلاق اسکے حرمت کا فتویٰ نہیں دیا ہے۔ کس لئے کہ اگر حرام کہیں تو تہمت فعل
حرام کی آنحضرت صلعم کے نسبت ہوتی ہے۔ اور آنحضرت صلعم پر فعل حرام کی تہمت
لگانا کفر ہے۔ کذا فی الحقائق وقفاوی مختصر شافی والایضاح الدلالات فی سماع الآلات -
اسی واسطے علماء نے اسکے بجانے اور سننے کے علی اختلاف الاحوال والاشخاص
کئی قسم کیے ہیں۔ چنانچہ قسم اول علی الاختلاف سنوں و سنبھ ہے۔ چنانچہ نکاح

اور ولیمہ میں۔ قسم دوم مباح و جائز ہے۔ جب کہ بروز عیدین یا وقت قدوم غایب (یعنی سفر سے واپس آنے کے وقت) یا پھر سرورِ حادث میں مطلقاً۔ اس میں دو قسمیں ہیں۔ اول مستحسن ہے اور لوگوں کو جو بسبب فرط ذوق و شوق و محبت الہی قصایدِ حسنہ کے ہمراہ بدون از مدایہی دف بجا کے غایت انبساط و سرور کے باعث حفظ اٹھاتے ہیں۔ دوم مباح ہے اور نیکے واسطے جو فقط خوش الحانی سے سرور ہوتے ہیں اور لہو و لعب نہیں کرتے ہیں کیونکہ لہو و لعب حرام ہے قسم سوم۔ حرام ہے اور لوگوں کو جو کہ شراب خواری و زنا یا کھات فحش و غیبت یا حرام باجے مثلاً سزنگی وغیرہ کے ہمراہ دف بجاتے ہوں یا کوئی عورت دف بجاتی ہو اور نامحرم مرد اوس جا حاضر ہوں تو البتہ بہتہ تمام حالتیں حرام ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ دف بنفسہ مباح ہے۔ مگر بہ سبب تغیر احوال کے حرمت لازم آتی ہے۔ کیونکہ افعال نامشروعہ و حرام ہیں۔ اور اس فعل حرام کے ہمراہ اگر دف بجا یا جاوے تو اوسکو بہ سبب اوس فعل ناجائز کے منع کیا جائیگا۔ اگر ایسے مجالس قبیحہ اور حالت نامشروعہ نہ ہو تو درست و مباح ہے۔ جب کہ روایات مذکورہ معتبرہ فقہیہ و احادیثِ سندہ صحیحہ و غیرہ سے منکشف ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ مجالسِ رفاغیہ میں جو دف بجاتے ہیں وہ درست و جائز ہے۔

سوال چہارم

ساداتِ رفاغیہ اور اوسکے تابعین اور متعلقین سلسلہ مذکورہ موافق اپنے طریقہ کے ذکر اذکار کرتے ہیں۔ اور قصایدِ نعت و توصیف بزرگانِ صالحین یا قصائدِ موعظہ و نصائح پڑھتے ہیں۔ ایسے قصائدِ دف کے ہمراہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

دف کے ہمراہ قصائدِ حسنہ یعنی توصیف بزرگانِ سلف و احوالِ کرامت و شجاعت و موعظہ وغیرہ جو کہ اچھے مضمون کے قصائد ہوں پڑھنا اور نکا درست و

وجائز ہی۔ چنانچہ احادیث و روایات مرقومہ بالا سے منکشف ہی کہ آنحضرت صلعم
 کے حضور اقدس میں وف کے ہمراہ اشعار پڑھے گئے اور آپ نے سماعت فرمایا
 بدین لحاظ شعر کہنا یا پڑھنا یا سننا شرعاً درست و جائز ہی۔ بشرطیکہ غش غیبت
 و مذمومات سے عجمیہ سے بری و معصوم ہو۔ چنانچہ عینی شہج کفر الذہاق کے
 باب میں تقبل الشہادۃ میں مرقوم ہے۔ وان نشد شعراً فیہ وعظ و حکمۃ
 فهو جائز بالاتفاق ۱۲۔ اور منہاج کے کتاب الشہادۃ میں ہے۔ ویباح
 قول الشعر و انشادہ الا ان یلجوا ویخشوا و یحشوا و یحشوا ۱۳۔
 اور آنحضرت صلعم کے روبرو بہت سے اشعار و قصائد کہے گئے اور پڑھے
 گئے ہیں اور آپ نے سماعت فرمایا ہی۔ چنانچہ امام احمد اپنے مسند میں جابر بن
 سمہ کی روایت سے حدیث شریفہ تحریر فرماتے ہیں۔ قال شہدت رسول اللہ
 صلعم اکثر من مائۃ مرۃ فی المسجد و اصحابہ یتذکرون الشعر و انشیاء
 من امر الجاہلیۃ فرما یتسم رسول اللہ صلعم اخبرہ الترمذی و صحہ و اخرجہ
 احمد بن سلیمان الطبری فی معجمہ الکبیر من طریق اخر انتہی ۱۴۔ اور شیخ نجیب عبد
 القادر سمہ و ردی کے آداب المریدین میں مرقوم ہے۔ واما القصائد و الاشعار
 فقد سئل النبی صلعم عن الشعر فقال ۱۵۔ هو الکلام حسنہ حسن و قبیحہ
 قبیح۔ فالحسن منہ ما کان من الموعظ و المحکم و ذکر الاء اللہ تعالیٰ و نعمائہ
 و نعت الصالحین و صفت المتقین فسماعہ حلال۔ و ما کان ذکراً لاطلال
 و المنازل و الا زمان و الامم فسماعہ مباح۔ و ما کان لہجو و سخریہ
 فسماعہ حرام انتہی ۱۶۔ یعنی جن اشعار میں حمد و ثناء و صفت صالحین و موعظ
 ہو سننا و ناکا حلال ہی۔ اور جمہین ذکر ازمان و منازل و امم ہو تو سننا اور سکا
 مباح ہی۔ اور جمہین ہجو و غیبت و فحش و غیرہ ہو سننا اور سکا حرام ہی اسلئے
 آنحضرت صلعم نے اچھے کو اچھا اور بُرے کو بُرا فرمایا۔
 الفرض جو قصاید اچھے مضمون کے ہوں انکے پڑھنے اور سننے میں اُسبہ

حصولِ ثواب ہے۔ اور ذکرِ صالحین موجبِ نزولِ رحمتِ بیاب ہے۔ بمصدق
تنزلِ الرحمة عند ذکرِ الصالحین۔ پس باعتبار اسکے مساواتِ رفاغیہ کی مجلس
مذکرہ بلا شک درست و جائز ہے بلکہ اس پر حصولِ ثواب۔ کیونکہ وہ لوگ بدو
ایچھے قصائد کے مضامین باطلہ زبان پر نہیں لاتے۔

سوال نمبر ۱۲

قضا یہ حشر کے استماع سے اس دلون میں شوق و ذوق و محبتِ الہی کے باعث
حالتِ وجد و رقص کی پیدا ہوتی ہے اور بعض اوقات کھڑے رہتے ہیں اور بعض
اوقات بیٹھتے ہیں یہ حالتِ رقص و تواجد شرعاً درست و جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

بہ سبب استماعِ توحید ایزدی و لغتِ نبوی یا موعظہ یا توحیف و کراماتِ بزرگان
صالحین حالتِ وجد پیدا ہو اور اس حالتِ وجد و استغراق و فرط سرور میں
کھڑے رہے یا بیٹھے تو درست و جائز ہے۔ کیونکہ ان قضایہ کے مضامین میں
غور و خوف کرنے سے فرط انبساط و بخت و شوق و ذوق ایزدی کے باعث یا
نقطہ خوش الحانی کے استماع سے اونکے دلون پر رقت ہو کر حالتِ وجد کی پیدا
ہوتی ہے اس حالت میں بہ سبب غایتِ خوشی و سرور یا مضامین میں
محو ہو کہ قبضہ اختیار سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اور ویسے حرکات اونسے صادر آتے
ہیں یہ ہمہ از روی شرع درست و جائز ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب بلوغ
الصغیر میں برائے بن عازب کے حدیث کے حاشیہ پر تحریر ہے۔ وفي الغائق
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لزید هذا اجل اى رقص من الفرج
واجمل من يرفع رجله ويقفز اشجى انتهى والقفز الوثوب ۱۲۔ کذا فی
لمعات شرح مشکوٰۃ ۱۲ اور مسجد نبوی میں حبشیوں کا رقص۔ اور بنی فاطمہ
کے عقد مبارک میں لوگوں کا تواجد۔ اور اسکے سوا دوسرے کئی احادیث سے

ثابت ہی جو صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ بلحاظ اختصار کل نہیں درج کیا۔
 معلوم ہووے کہ مراد اس رقص و تواجد سے طوائف و محنتوں کا رقص
 نہیں ہے۔ بلکہ معنی اس رقص سباح کی اور مراد اس سے یہ ہے کہ قرطابنسا
 وغیرہ مذکورہ باتوں سے حالت وجد پیدا ہو اور اس وقت میں جو حرکات
 صادر ہوں اور سکورقص و تواجد کہتے ہیں۔ یہ حالت شرعاً درست و جائز ہے
 لیکن تاوقتیکہ اوس میں زیادتی مانند محنتوں اور طوائف کے نہ کی جائے اور بناوٹ
 و سکاری وغیرہ نہ ہو۔ چنانچہ کتاب محتریں تحریر ہے۔ ولایحرم الوقص الا ان
 یکون فیہ تکسیر کفعل المختلین ۱۲۔ اور نہاج کے کتاب الشہادۃ میں مرقوم
 ہے۔ یجوز دف لعری و حقان و کذا غیر ہما فی الاصح وان کان فیہ جلابل
 و یجوز ضرب الکوبۃ وھی طبل طویل ضیق الوسط لا الرقص الا ان یکون فیہ
 تکسیر کفعل المختل ۱۲

سوال ششم

طریقہ رفع یمین میں جو گرنہ و شمشیر و سیخ وغیرہ سے ضرب کرتے ہیں
 ایسے کام از روئی مشرع شریف درست و جائز ہیں یا نہیں۔

الجواب

ضرب شمشیر و گرنہ وغیرہ بلا التصنع و شعبہ بازی و عدم تکلیف و ضرر جائز
 ہے کیونکہ ممانعت ایسے کاموں سے بلحاظ تکلیف کی جاتی ہے اور یہ قید شرطیہ
 ہے۔ پس دریافت کرنا چاہئے کہ وہ شرط یعنی تکلیف کہ جسکے سبب ممانعت
 کی جاتی ہے۔ باقی نہ رہی تو ممانعت اوس فعل کی کس طرح ہو سکیگی۔ مثلاً آفتاب کو
 تمازت و حرارت ایک امر لازمی ہے۔ اور جبکہ آفتاب ہی نہ تو تمازت و حرارت

نہیں رہی۔ اسی صورت میں شخص کو گزند و شہیر وغیرہ سے تکلیف و
ضرر نہ ہو تو محالغت اس شخص کے لئے علی الخصوص باقی نہ رہی اور دوسروں
کے واسطے علی العموم بلحاظ تکلیف باقی ہے۔ چنانچہ تمثیل ایسے امور کی کتب
فقیہیہ میں موجود ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ خلیلی جلد ثانی مطبوعہ مصر کے باب الشہادۃ
صفحہ ۱۹ میں مرقوم ہے۔ و ذکر النووی فی فتاواہ وان المحادی اذا
اصطاد البیضا لیرغب الناس فی اعتماد معرفتہ و هو حاذق فی صنعتہ
و یسلم منہ ما فی ظنہ و یسعدہ لہذا نشر۔ یہہ مثال ہلاک کر ثابت آتی ہے کیونکہ
سانپ کو پکڑنا بھی بلحاظ ایذا رسانی ممنوع ہے اور جبکہ کسی عمل وغیرہ کے باعث
یقین ہے کہ ایذا نہ دے سکیگا۔ اگرچہ بعد اوسنے کاٹا اور ایذا دی تو بھی پکڑنا والا
گنہگار نہ ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس جس شخص نے اون بزرگ کا وسیلہ پکڑا اور
اونکی کمر است پر یقین کیا اور بسبب غلط ذوق و شوق و غلبہ وجد کے ضرب
شمشیر و گزند وغیرہ کیا تو شرعاً مباح ہے۔ اگرچہ بعد اوسکو وہ ضرب اتر کرے
جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

یہہ کمر است حضرت سلطان العارفین غوث الواصلین سیدنا محمد
الکبیر الرفاعی قدس سرہ کی ہے جو کہ تاحال اونکی اولاد و توالعین میں وفیق
جاری ہے۔ اور سنی کمر است کے وہی ہیں کہ جو کام سخت اور دشوار ہو وہ بہت
ہو جا رہے۔ اور جو قرین قیاس نہ ہو وہ ظہور میں آئے۔

پس منکر کرامات اولیاء اللہ کا گمراہ و بد اعتقاد ہے جیسا کہ فتاویٰ خلیلی
کے جلد اول صفحہ ۹۷ مطبوعہ مصر میں جواب کرامات اولیاء کا تحریر ہے۔
نعم ہی واقعة جازية لهم نفعنا الله بهم احياءاً و امواتاً بقصد منهم و بغير
قصد يؤيدهم الله تعالى۔ لا ينكرها الا احد رجلين اما سعي الاعتقاد
كالمتعزلة والزادلية و اما كثير المعاصي والذنوب والغفلة فلا يشهدوا
منهم فيؤدي ذلك على انكارها و اذا تأملت الكتاب والسنة وما نقل

تَوَاتُرًا مَعْنَوِيًّا عَنِ السَّلَفِ وَالْخَلْفِ بَلْ فِي كُلِّ عَصْرِ مِنْ الْأَعْصَارِ بَلْ فِي كُلِّ
يَوْمٍ مِنْ الْأَيَّامِ إِذَا مَا مِنْ يَوْمٍ لَا يُقَعِّفُ فِيهِ كِرَامَاتُ لَا تُحْصَى وَلَا تُعَدُّ وَلَوْ
جُمِعَتْ لَصَارَتْ تَوَاتُرًا مَعْنَوِيًّا الْح -

سوال ہفتم

مستعلقین طریقیہ رفاغیہ جو زخم شمشیر و گرز وغیرہ پر یا کسی مریض کو لب (یعنی
لعاب دہن) لگاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں - یہہ از روی شریع شریف درست
و جائز ہی یا نہیں - اور لب لگانا و دعا کرنا مفید و سودمند ہو سکتا ہی یا نہیں -

الجواب

کسی مریض کو یا زخم وغیرہ پر لعاب دہن لگانا اور اس کے لئے دعا کرنا درست
و جائز ہی - اور بزرگان صالحین کا لعاب دہن لگانا موجب برکت و سعادت
ہی - دلیل اس کے اباحت و درست اور مفید ہونے کی حدیث صحیح سے ثابت
ہی - چنانچہ بخاری و مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہی - کہ خیبر کی لڑائی میں سیدنا
علی کرم اللہ وجہہ شکر اسلام سے پیچھے رہ گئے تھے اور شکوہ لشکر اسلام نے
وہاں منقام کیا اور وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں نشان
اوس شخص کو دوں گا کہ جو خدا و رسول کا پیارا ہی - جب صحیح ہوئی تو سب لوگ
نشان لینے کی غرض سے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تب آپ نے فرمایا
کہ علی ابن ابی طالبؑ کہان ہی صحابہؓ نے عرض کی کہ اونکی آنکھیں درد کرتی ہیں
آپ نے اونکو بلوایا اور اونکے آنکھ میں اپنے دہن مبارک سے لعاب لگایا اور دعا کی
بحکم خدا فوراً صحت حاصل ہوئی اور تابہ زلیست درد چشم کی شکایت نہ رہی -
بعدہ نشان اونکو عنایت کئے الْح - (یہہ حدیث شریف نوین سوال کے
جواب میں انشاء اللہ تعالیٰ تحریر کی جا ہیگی) -

سوال ششم

بزرگان دین کو ملفظ یا نہ کرنا مثلاً۔ المدد یا شیخ عبد القادر۔ المدد یا
سیدنا احمد الکبیر الرفاعی وغیرہا۔ اور توسل پر نا اولیا ذکر ام سے
درست ہی یا نہیں۔

الجواب

المدد یا شیخ عبد القادر۔ المدد یا سید احمد الکبیر الرفاعی وغیرہ الفاظ ندائیہ
کہنا اور نہ کرنا درست و جائز ہے۔ اگرچہ بعض علماء نے اسین بحث کیا ہے
لیکن بعد بحث کے صحیح تر قول جواز کا ہی ہے چنانچہ فتاویٰ خلیلی جلد ثانی صفحہ ۲۳
مطبوعہ مصر میں مرقوم ہے واما قولہ المدد یا شیخ عبد القادر فهو نداء و اذا
اضيف اليه شيئاً لله فهو طلب شئى اكراما لله تعالى فالوجه المحقق ذلك
اور شکوہ شریف کے باب زیارت القبور میں ابن عباسؓ سے یہ حدیث مروی
ہی۔ عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبور بالمدينة
فاقبل عليهم بوجه فقال السلام عليكم يا اهل القبور يغفر الله لنا ولكم
انتم سلفنا ونحن بالانتر۔ رواه الترمذی ۲۔ وفي المسلم في باب عرض
مقعد الميت من الجنة والنار عليه عن انس بن مالك ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم ترك قتلى بدر ثلثاً ثم قاهم فقام عليهم فتاداهم
فقال يا ابا جهل بن هشام يا أمية بن خلف يا عتبة بن ربيعة يا شيبة
بن ربيعة اليس قد وجدتم ما وعدكم ربكم حقاً فاني قد وجدت ما
وعدتني ربي حقاً فسمع عمر بن الخطاب قول النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا
رسول الله كيف يسمعون واني يحبون وقد جفوا قال والذي
نفسي بيده ما انتم باسمع لما قول منهم ولا كنهم لا يقدرون ان يحبوا

قد امرهم فنجبوا فالتقوا فی قلب بدس۔ رواہ مسلم ۱۲ ان حدیثوں سے واضح ہے کہ نہ بالفظ یا ضامین کے لئے بدرجہ اولیٰ درست و جائز ہے گسٹے کا انحراف صدم کے کفار کو بلفظ یا نہ افرامی ہے۔ پس نہایت تعجب ہے کہ اولیاء ضلعین کو نہ کرنے سے انکار کیا جائے۔ ع۔ برین عقل و دانش باید گریست۔ اور بمصداق آیہ کریمہ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ الخ۔ انبیاء و اولیاء و صلحاء سے توسل کی کئی حالات حیات و ممات میں درست و جائز بلکہ ضرور و لازم ہیں۔ چنانچہ خلاصہ اسکا کتب فقیہہ میں موجود ہے۔ اور انکار کرنا توسل سے موجب نکبت و بے نصیبی ہے نفوذ باللہ من ذلک۔ فتاویٰ خلیل جلد ثانی صفحہ ۲۵۹ میں تحریر ہے۔ واما التوسل بالانبياء والاولياء والعلماء فقد نص ائمتنا ان يجوز التوسل باهل الخير والصلاح سواء كانوا احياء ام اموات ولا ينكر ذلك الا من ابتلى بالحمرمان وسوء العقيدة فنقد باللہ من الشكر وسيرۃ ۱۲

سوال نمبر ۸

نشان بنانا رکھنا۔ اور بروز عیدین و اعراس بزرگان دین یا کسی دینی کالج کے خوشی کے وقت مسلمانوں کی جماعت کے ہمراہ مع دفوف شہر میں اون نشانوں کا پھرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

علم یعنی نشان بنانا۔ رکھنا۔ اور اسکا پھرنا بروز عیدین و بروز اعراس بزرگان دین وغیرہ درست و جائز ہے۔ اور انحراف علم کے عہد سمیت ہمہ نشان موجود تھے اور آپس کے روبرو اکثر اوقات نشان چلے ہیں یہ امر احادیث صحیحہ سے بلا منہ و ثبات ہے۔ لہذا بالاتفاق علمائے دین و فقہائے مجتہدین نے

کتاب فقہیہ میں بدلیل اور احادیث سندہ حلت نشان کی تحریر کی ہے
چنانچہ در المختار شرح تنویر المابصار اور سراج میں سیر الکبیر کی روایت سے
مرفوعہ ہے۔ العلم حلال صغیرا کان او کبیرا وما یعتقد علی الروح فافہ
حلال ولو کبیرا لانہ یس بلیس انتہی ۱۲۔ اور ابو عیسیٰ نے جامع ترمذی
کے باب ۱۱۰ اور روایت میں چند احادیث عجیبہ سے آئے ہیں اور کتاب نہایت میں
تحریر ہے کہ آنحضرت صلعم کے نشان کا نام عقاب تھا۔ وکان اسمہ راایت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم العقاب ۱۲۔ اور مشکوٰۃ شریف کے باب
اعداد آلہ الجہاد میں مروی ہے۔ مروی عبد اللہ بن عباسؓ راایتہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت سوداء ولواءہ ابیض ۱۲۔ رواہ الترمذی
وابن ماجہ ۱۲۔ اور غزوہ بنی قینقاع میں لکھا ہے۔ وکان اللواء یبید المحمذ بن
عبد المطلب وکان ابیض فقد ف اللہ فی قلوبہم الرعب انتہی۔ اور خیر
کی لڑائی کے بیان میں لکھا ہے وقال المغلطی وغیرہ و فرق علیہ السلام
الرايات وھن تھن الرايات الایخیر وانما کانت الالویۃ ۱۲۔ وقال
الدیماطی وکانت رايت النبى صلعم من برد لعائشۃ ۱۲۔ اور صحیح
بخاری و مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث شریف مروی ہے۔ وفي البخاری
وکان علی بن ابی طالب یخلف عن النبى صلعم وکان رمداً اقلح فلما
بیتنا اللیلۃ التی فتمت قال صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الراية غداً
اولیأخذن الراية غداً ارجل نبیہ اللہ ورسولہ ویفتح اللہ علی یدیکما
فلما اصبح الناس غداً علی رسول اللہ صلعم کلھم یرجون ان یعطاھا
فقال ابن علی بن ابیطالب قالوا ھو یا رسول اللہ صلعم یشکی عینہ
قال فارسلو الیہ فأتی بہ فبصق رسول اللہ فی عینہ ودعاه فبرأ بہ
حتى کان ھم یکن لہ بہ وجع فاعطاہ الراية انتہی ۱۲۔ کذا فی البخاری و
فی مشکوٰۃ فی فضائل سیدنا علیؓ ۱۲۔ ترجمہ سیدنا علیؓ ابن ابیطالبؓ شکر اسلام

بہ سبب در چشم پیچھے رکھتے تھے۔ بعد اُنکر شامل ہوئے۔ اور اوس شب کو لشکر اسلام وہاں مقیم رہا تب سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ کل میں نشان اوس شخص کو دوں گا جو اللہ و رسول کا پیارا ہی۔ اور اللہ تعالیٰ فتح بھی اوس کے ہاتھ سے عنایت فرمائے گا۔ صبح کو سب صحابہ نشان لینے کی غرض سے سرور عالم صلعم کے نزدیک جمع ہوئے تب آپ نے فرمایا کہ علی بن ابیطالب کہاں ہیں۔ صحابہ نے عرض کی اونکی آنکھیں درو کرتی ہیں۔ آپ نے اونہیں بلوائے اپنے دہن مبارک سے لعاب اونکے آنکھوں میں لگائے اور دعا کی فوراً حکم خدا صحت حاصل ہوئی۔ گویا کہ کچھ آنکو در چشم نہ تھا۔ بعد وہ نشان اونکو عنایت فرمائے ۱۲۔ کذا فی البغائر و مشکوٰۃ در باب فضائل سیدنا علی ۱۲۔

اس حدیث کے مضمون سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ لب (یعنی لعاب و دہن) لگانا شایعین صالحین کا کسی مریض کو یا زخم وغیرہ پر تیرگاہ درست و جائز ہے۔ اہل بعض نافہم و متعصبین و منکرین کو خواب غفلت بیدار کر کے دکھائیے یہ دلیل کافی ہے غرض کہ روایات فقہیہ و احادیث مسندہ سے صریح واضح ہے کہ علم (یعنی نشان) بنانا رکھنا اور اوسکا پھر انامع و فوف قصائد و اشعار پڑھتے ہوئے درست و جائز ہے۔ چنانچہ دلائل قصائد و اشعار و ف کے ہمراہ پڑھنے کے جوابات مذکورہ بالا سے منکشف ہیں۔ اس طرح اباحت مجوز ثنائین ہی مطلقاً کلام نہیں۔ پس دو امر جو از کے اجتماع میں کچھ قباحت نہیں پائی جاتی۔ بدینوجہ بروئے عیدین و اعراس بزرگان و ایام سرور شرعی میں ثنائین کا پھر انادرست و جائز ہے۔ اور وجہ ثنائی اسکے استحسان کی یہ ہے کہ یہ امر دلالت کرتا ہے زیادہ تر خوشی اہل اسلام پر اور موجب رعب و شوکت اہل اسلام ہی۔ پھر کوئی قباحت شرعی اس امر میں ہی جو موجب عدم جواز ہو۔ اس واسطے بروئے جمعہ و عیدین حرمین شریفین میں دو علم منبر کے دونوں بازو لاکر کھڑے کرتے ہیں۔ اور کہ معطرہ میں تاحال نشان مع و فوف بروئے اعراس خلفائے راشدین مطابق تاریخ وفات کے

ہر راہ میں نکالتے ہیں -

کتب فقہیہ سے ثابت ہے کہ نشان چھوٹا ہو یا بڑا از روی شرع حلال ہے اور پھر انا و سکا شہر میں دائرہ بچاتے ہوئے یا بدون دائرے کے دونوں حالت میں درست و جائز ہے لیکن لہو و لب سے احتیاط ضرور لازم ہے ۱۲ -

سوال دہم

مشائخین صالحین کے استقبال کے لئے مسلمانوں نے شہر سے باہر جانا و رسم نشان و دفوف نوازی بالاعزاز و اکرام لے آنا شرعاً درست و جائز ہے یا نہیں -

الجواب

مشائخین صالحین کے استقبال کے لئے مع نشان و دفوف مسلمانوں کا جانا درست و جائز ہے - دلیل اسکے اباحت و جواز کی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے روز مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تب آپ کے ہمراہ سفینہ نشان تھا - چنانچہ جامع ترمذی میں مرقوم ہے - وعن جابر بن عبد اللہ ان النبی صلعم دخل مکة يوم الفتح ولواءه أبيض ۱۲ - اور نیز جامع ترمذی میں مرقوم ہے - وعن حارث بن الحسان قدمت المدينة فرأيت رسول الله صلعم على المنبر وبلال قائم بين يديه مستقل سيفاً وراذرايتهم سوداء فقلت من هذا فقال هذا عمر بن العاص قد من غزاة انتلى ثم حمى حارث بن حسان سے مروی ہے کہ میں مدینہ شریف کو گیا تو دیکھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف رکھے تھے اور بلال تلوار کھینچے ہوئے روبرو کھڑے تھے اس اثنا میں ایک ایک کالان شان نظر آیا میں نے عرض کی یہ کون ہیں تب آنحضرت نے فرمایا یہ عمر بن عاص ہیں جو غزائے واپس آیا ہے -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ مدینہ منورہ کو پہنچے تب لوگ آپ کے روبرو

دف بجائے اور اشعار پڑھتے ہوئے چلتے تھے اونہیں سے ایک شعر ذیل میں درج
ہی جیسا کہ امام محمد غزالی کی یہی سعادت کے باب آداب السماع میں تحریر
کرتے ہیں۔ آنکہ در دل شادی داشتہ باشد و خواہد کہ آنرا زیادہ کند سماع این غیر
مباح بود چون شادی بخور می باشد و ابو دہان شاد شوند چنانچہ در عروسی
و ولیمہ و عقیقہ و وقت آمد فرزند و وقت ختنہ کردن و باز آمدن از سفر چنانچہ رسول
خدا صلعم کہ بمکہ میرسد از پیش وی بہ بازی شدند و این اشعار میگفتند۔ قصہ

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع | وجب الشکر علینا ما دعی اللہ داع الز

اور کتاب مدارج النبوة کے جلد ثانی صفحہ ۵۵ میں مرقوم ہے۔ دیگر واقعہ
ابو بریدہ اسلمی است کہ ابوسلیان خطابی آوردہ است کہ چون سرور عالم صلعم بشرف
مدینہ مشرف شد و بقرب و نواحی آن رسید بریدہ اسلمی با ہفتاد نفر از قوم خود
بشارات کفار قریش کہ در گرفتار آنحضرت صلعم کردہ بودند و وعدہ شدہ ترور
وجہ انعام آن قرار دادہ بقصد گرفتن سید رسل صلوات اللہ و سلامہ علیہ برآمدہ
بود۔ آنحضرت فرمودند تو چہ کسی و چہ نام داری گفت نام من بریدہ است آنحضرت
بطریق تفاؤل کہ عادت شریف بر آن جاری بود از مادہ اشتقاقی آن کہ برودت
و جہنی است از سلامت و سکون و جمعیت بابو بکر فرمودند قد برد اھرنما و صلح
یعنی خوشی و جنگی شد کار مار کہ آخر روی بصلاحت دارد۔ باز فرمودند از کدام
قبیلہ۔ گفت از بنی اسلم فرمود سلیمان خیر سلامت است فرمود از کدام بنی اسلم
گفت بنی سہم فرمود اصبت سہمک یا فقی سہم خود یعنی نصیب و حصہ خود از
اسلام۔ و بعد از آن بریدہ از آن حضرت پرسید تو چہ کسی فرمود ستم محمد بن عبد اللہ
رسول اللہ بریدہ بحجر و شنیدن نام آنحضرت ایمان آورد و گفت اشدھد ان
لا الہ الا اللہ و اشهد ان محمد عبدا و رسولہ و جماعت کہ با وی بودند نیز
بشرف اسلام شرف شدند۔ بریدہ عرض کرد یا رسول اللہ باید کہ در وقت
در آمدن در مدینہ لوائے با تو باشد پس بریدہ عمامہ خود را از سر بر آورد و بہ نیزم

یہ سب ہمیشہ پیش رو ان شدہ انتہائی ۱۲ -

الحاصل شاہنشین صالحین کے استقبال کے لئے نشان مع وقف
لیجا نا بدلیل احادیث سندہ و روایات معتبرہ مذکورہ درست و جائز ہے
منظر اختصار زیادہ اولہ نہیں درج کئے -

محضیٰ نرسہ کے تعظیم و توقیر کرنا شاہنشین صالحین و پیروان شیعہ
سُنی کی ہر مومن کے واسطے امر ضروری ہے۔ اور علی الخصوص مرید کو اپنے
مرشد کی تعظیم و تکریم لازم و لابد ہے۔ چنانچہ کتب مصنفہ شاہنشین
مثلاً ملفوظات سیدنا محمد الکریم الرفاعی قدس سرہ و آداب المریدین وغنیۃ
الطالبین و قول البخیل وغیرہم کتابوں میں مفصل احوال موجود ہے -

علم یعنی نشان تمام شاہنشین کاملین نے اپنے اپنے سلسلہ کے واسطے
جدے رنگ یا جدے وضع کا مقرر کیا ہے اعداد سی پورے اور توابعین ہر ایک
طریق کے عمل پیرا رہے اور تاحال وہی جاری ہے۔ مگر بعض اشخاص
نفسانیت کو کام فرما کر دوسرے طریق کے نشان و سلسلہ وغیرہ بیہ اجازت
و مخالفت کے عمل میں لاتے ہیں یہ سراسر خلاف طریق بزرگان سلف اور
غلط محض ہے۔ کس لئے کہ بے اجازت بے فیض ہے۔ اور غرض اور علامت
ہر طریق کی جو مقرر ہے وہ نہیں رہتی کیونکہ جو شاہنشین یا جماعت کے ہمراہ جس
رنگ یا جس وضع کا نشان ہو تو فوراً بغیر دریافت کرنے کے معلوم ہو سکتا ہے
کہ یہ فلاں سلسلہ کے ہیں۔ بزرگوں نے یہ کیا خوب طریقہ مقرر کیا ہے
خداوند عالم اسکی پابندی عنایت فرماوے تاکہ باعث شکوک و موجب
وسواس لوگوں کے دلوں سے رفع ہو جائے۔ اور اہل صدق و صوفیہ
نہ کھائیں۔ آمین ثم آمین۔ تفصیل اس اجمال کی کتب شاہنشین موجود ہے
اور یہ امر مشہور ہے حاجت بیان کی نہیں۔ - بحکمہ الاحفی علی من
لہ ادنیٰ در اجماع فی العلم ۱۲ -

سوال یا زوہم

نشانوں کے کپڑے پر کلمہ طیبہ یا اسمای متبرکہ تحریر کرنا اور بالتعظیم رکھنا اونکا درست ہی یا نہیں -

الجواب

نشانوں کے کپڑے پر کلمہ طیبہ یا اسمای متبرکہ لکھنا درست و جائز ہے۔ بشرطیکہ بے تعظیمی اور کسی نہوجانچہ دراختیار کے کتاب الطہارت میں مرقوم ہے۔ بساطاً اور غیرہ کتب علیہ الملک اللہ بیکرہ بسطہ واستعمالہ لا تعلیقہ للزینۃ ۱۲۔ مگر حمیمہ کپڑے وغیرہ پر الملک اللہ لکھا جائے تو اس کا بچھانا اور استعمال کرنا مکروہ ہے۔ مگر لٹکانا اور سکا زینب و زینت کے لئے مکروہ نہیں آہ اور نیز دراختیار کے باب صلوٰۃ الجنائز میں لکھا ہے۔ عن الفقہانہ قال نکرہ کتابۃ القرآن واسماء اللہ تعالیٰ علی الدراہم والمحاریب والجدران وما یقرش وما ذلک الا لاحترامہ وحشیۃ وطیبہ انتہی ۱۲۔ مگر حمیمہ فتح سے مروی ہے کہ پیسے محراب دیوار و فرش وغیرہ پر اسمای الہی و قرآن شریف لکھنا مکروہ ہے۔ مگر اسکی تعظیم و توقیر کعبائے اور بی ادبی نہ ہو تو درست ہے ۱۲۔ اور فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ لو کتب القرآن علی المحيطان والجدران بعضهم قالوا یرجی ان یعوزہ وبعضہم کہو اذ لک مخافت السقوط تحت اقدام الناس انتہی ۱۲۔ مگر حمیمہ پر دے یا دیوار پر اگر قرآن شریف لکھا جاوے تو بعض علماء نے اسکو جائز رکھا ہے اور بعض نے مکروہ جانا ہے بلحاظ ترک ادب کہ شاید گرے اور پاؤں تلے نہ آئے۔ مواہب لدنیہ میں امام قسطلانی الشافعی حضرت حمزہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال میں تحریر فرماتے ہیں۔ قد عقد له لواء ابيض واللواء هو العلم

الذی یجہل فی الحرب یعرف بہ موضع صاحب الجیش وقد یجہل صاحب
الجیش وقد یدفعہ لمقدم العسکر۔ وقد صریح جماعة من اهل اللغة
بتراذف اللراء والرائۃ ولا کن مروی احمد والترمذی عن ابن عباس
کانت سرائۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوداء ولولاءہ ابيض ومثله عند الطبرانی
عن جریدة وعند عدی عن ابی ہریرۃ وزاد مکتوب فیہ لا الہ الا
اللہ محمد رسول اللہ انتہی ۱۲۔ تحریر تحقیق ویا تھا اونکو (یعنی حضرت
حمزہ کو) ایک نشان سفید۔ اور لواء اوس علم کو کتے بین جو حرب میں
رکھا جاتا ہی تاکہ صاحب لشکر کا مقام معلوم ہو۔ اوس علم کو بعض وقت
سردار خود اوٹھاتا ہی۔ اور کبھی لشکر کے آگے رکھتے ہیں۔ اکثرین اہل
لغت نے تصریح و خلاصہ کیا ہی کہ لواء و رائت ایک ہی ہے مگر امام احمد اور
ترمذی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان سیاہ
اور جھنڈا سفید تھا۔ اس طرح روایت کی ہی طبرانی نے بریدہ سے اور عدی
نے ابو ہریرہ سے اور زیادہ کیا ہی اونھوں نے اس روایت میں کہ اوس نشان
پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا انتہی ۱۲۔

مرقومہ بالا احادیث صحیحہ وروایات فقہیہ سے صریح واضح ہی کہ کلمہ
طیبہ یا اسمیٰ متبرکہ نشان کے کپڑے پر تحریر کرنا بشرط حفظ تعظیم و توقیر
درست و جائز ہی۔

سوال وازدہم

صوفیہ کرام۔ مثلاً رفاعیہ قادریہ چشتیہ وغیرہم کی مجالس مذاکرہ میں جو
حالت وجد ورقص کی پیدا ہو اوس مجلس مذاکرہ و شاعلیں وذاکرن کو شیطان
بھوت یا کفار وغیرہ سے مشابہت دیکھ کر حیا و ناسز اکلمات اونکے نشان میں

کہنا اور اطلاق کفر کرنا درست ہی یا نہیں ۔

الجواب

صوفیہ کرام کے طریقہ ذکر اذکار اور ان کے مجالس مذکر و پریٹن و تشبیح کرنا موجب فسق و ضلال اور باعث شومی و نکال ہی ۔ کیونکہ وہ لوگ ہرگز خلاف شرع کام نہیں کرتے اور کسی اہل طریق نے ترک صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ نہیں کی یاد و سرون کو بھی اوس سے باز نہیں رکھا چنانچہ شیخ عبد الوہاب شترانی کتاب یواقیت الجواہر میں تحریر فرماتے ہیں ۔ قال الشيخ مجدد الدین الفیروز آبادی صاحب کتاب القاموس فی اللغة ۔ لا يجوز لاحد ان ينكر على القوم ببادی الراى لعلوم اتبهم فی الفہم و الکشف و قال و لم يبلغنا عن احد انه امر بشئ يهدم الدين و لا يخفى احد عن الوضوء و لاعن الصلوة و لا عن غیرهما من فروض الاسلام و مستحباتہ انما ینکلون بکلام یدق عن الافہام و کان یقول قد یبلغ القوم فی المقامات و درجات العلوم الی المقامات المجهولة التي لم یصحح لها کتاب و لا سنة و لا حسن اکابر العلماء العالمین قد یردون ذلك الی الکتاب و السنة بطریق دقیق لحسن استنباطہم و حسن ظنہم بالصالحین و لاکن ما کل احد ینظر بصر اذا سمع کلاماً لا یفہمہ بل ینادی الی الانکار علی صاحبہ و یخلق الانسان عجولاً انتہی ۱۲ ۔

بے شک وہ جہال مستثنیٰ ہیں جو کہ خود کو صوفیہ تصور کر کے بے علمی و نا فہمی کے باعث کلمات عجیب و ناسزا کہتے ہیں بلکہ نفوذ باللہ فیہا احکام شرع سے تجاوز کر کے درجہ کفر تک پہنچتے ہیں ۔ محال ہے کہ وہ فریقہ باطلہ و زمرہ عاقلہ کی البتہ ضرور و لابد ہی اور انکو ویسے اقوال نامشروعہ و افعال قبیحہ سے روکنا لازم و الزم ہی (چنانچہ ان کے چند اقوال کی تردید بموجب شرعیہ ہوئی

اس فقیر نے ایک رسالہ المستفی بہ طریق شریعت میں مفصل تحریر کی ہے۔
 صوفیان باصفاء و سالکان راہ ہداجہ کہ پابند شریعت نبویؐ اور مستفیض
 از علوم و فیوضات ظاہری و باطنی ہیں اور بمصدق آیتہ کریمہ **الَّذِينَ يَذْكُرُونَ**
اللَّهَ قِيَامًا وَقُتُودًا وَعَلَىٰ بُحُوبِهِمْ - ذکر و افکار ایزدی میں جدوجہد
 کرنے کے باعث مراتب عالی پاتے ہیں۔ چنانچہ ابوہریرہؓ کی روایت سے
 بخاری اور مسلم میں ثابت ہے کہ ملائکہ ربانی اہل ذکر کو تالاش کرتے پھرتے ہیں
 اور جبکہ ذکرین کو پاتے ہیں تو انکو اپنے پیروں سے اول آسمان تک اٹھا لیتے
 ہیں پھر جب حق تعالیٰ فرشتوں کو شاہد کر کے فرماتا ہے کہ میں نے انکو بخشا
 - تو کوئی فرشتہ کہتا ہے کہ اومنین تو فلانہ نہ رہ گئے گا بھی ہے جو انکی راہ پر نہیں
 کسی کام کو آیا تھا سو وہاں بیٹھ گیا۔ تب حق تعالیٰ سے ارشاد ہوتا ہے کہ ہنہ
 او سکوبھی بخشا۔ وے ایسے لوگ ہیں جنکے پاس بیٹھنے والا بھی شقی یعنی بے نصیب
 نہیں رہتا البتہ ۱۲ -

سریا قص از طہیل کیسار زمی شود | اختیار محبت کامل کن و کامل برآ
 پس دریافت کرنا چاہئے کہ جنکے نزدیک بیٹھنے والا بہرہ یاب ہو پھر یوں
 شاغلین و ذکرین پر اور انکے مجالس مذاکرہ و حالت و جد و جہد و رقص بلا تصنع کو
 شیطان بھوت کفار وغیرہ سے متباہت دینا اور صحابہ و ناسز اکلمات و انکی
 شان میں کہنا کس طرح و درست و جائز ہوگا۔ چنانچہ فتاویٰ اخیلی جلد ثانی صفحہ
 ۲۵۹ مطبوعہ مصر میں مرقوم ہے۔ **وَمَا قَوْلُهُ فِي الرِّقَصِ وَالتَّوْاجِدِ أَوَّلُ**
مَنْ أَحْدَثَهُ أَصْحَابُ السَّامِرِيِّ - فکیف یجوز لمسلم أن یشبه الذاکرین
اللہ کثیراً بالکافرین وقال **تَعَالَى** **أَفَتَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْجُورِمِينَ مَا لَكُمْ**
كَيْفَ تَحْكُمُونَ **رَبَّنَا تَعَالَى** **أَفَحَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ**
كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ
 اگرچہ بعض تعبیضات میں طریقہ صوفیہ پر اعتراضات تحریر ہیں لیکن

وہ اعتراضات اونسکے دو وجہ سے خالی نہیں۔ اول یہ کہ مراد اونسکی وہ کذاب
اہل تصوف ہونگے جو برخلاف احکام شرع علی پیر امین جنکا ذکر اوپر ہوا۔
دوسرا یہ کہ شاید اونسکے مصنفوں نے فقط جہال کے اقوال و افعال پر نظر
کر کے صوفیہ صدق و صفا اور ہر و ان طریقہ بد کو بھی بد گمانی سے اونسکے مطابق
تعمیر کیا ہو اور علی الاطلاق بد و ن مستحکم کرنے کے سببوں پر زبانیں
دراڑکی ہو

اولی داند درین معنی کے غیر درست

بدگوش ہر جہ مبنی در خروش است

لہذا ہر کو نہ چاہئے کہ اونسکے بدگمانی کی نتیجہ کر کے خود بھی گرفتار معصیت
ہوں۔ اور مانند اونسکے اوس زمرہ حقہ کو ناحق و ناروا قہم کرین کس لئے کہ
سوء ظن کرنا مسلمانوں پر حرام قطعی ہے۔ چنانچہ فتاویٰ خلیلی جلد ثانی صفحہ ۲۶۱
مطبوعہ مصر میں اس امر کا نہایت خلاصہ تحریر ہے مگر چونکہ عبارت اس بحث
کی طول ہے۔ لہذا مصنف نے جو حاصل اسکا بیان کیا ہے وہ تحریر کیا جاتا ہے
وہو ہذا والحاصل ان اصحاب ہذا النقول من الفقہاء اذا اساءوا
ظنونہم فی طائفتہ من الصوفیۃ فحملوا الحوالہم فی ذکر اللہ تعالیٰ علی
اللہ واللعب وطعنوا فی شانہم مما یعلمہ اللہ تعالیٰ لایلز منا نحن
ان نلتعہم فی سوء الظن فی اہل الذکر فی جمیع الزمان ونوک ہذا
المعصیۃ کما ارتکبوہا۔ ونعتقد انها طاعة وقد قال تعالیٰ یا ایہا الذین
امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن الایۃ فان سوء الظن بالمسلم حرام قطعی
والتاویل واجب فی افعاله واقوالہ کما قالہ العلماء والسمع عند طائفتہ
الصوفیۃ غیر السماع عند الفقہاء من الاحکام الشرعیۃ فان طائفتہ قلوبہم
فارغۃ من سوء الظن فی احد من البریۃ انتہی ۱۲۔ خداوند عالم جمیع اہل اسلام
کو توفیق خیر رفیق عنایت فرماوے۔ اور پیروی رسول مقبول کی نصیب
کرے آمین ثم آمین۔

نظم

وردلم از عشق سودائی بده
شعله خیزد از تجلیهای نور

یا الہی چشم بینائی بده
آتش افکن وردلم مانند طور

فایده

چونکہ بہ رسالہ متعلق بہ سلسلہ عالیہ رفاعیہ ہی ۔ اہذا بنظر استفادہ
ناظرین حقیقت میں تبرکاً مجمل تذکرہ متبرکہ حضرت سلطان العارفین برہمان
الواصلین الغوث المعظم والقطب المکرم شیخنا و مولانا الہدایہ احمد الکبیر احسنی
الموسوی الرفاعی قدس اللہ سرہ واعاد اللہ علینا من برکاتہ کالکھاجاتنا ہی ۔
ضمیمت و کمرست ایک شایعین دہر و اولیاء عصر پر درجہ ثبوت و تحقیق
کو پہنچی ہی ۔ چنانچہ مصنف تریاق المجہین تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ محمد خطیب الحدادی
کے روبرو جبکہ حضرت رفاعیؒ اور دوسری اولیاء اللہ کا ذکر آتا تب آپؒ حضرت
رفاعیؒ کے فضائل و مراتب میں بہ اشعار پڑھتے ۔

بینہما والنجوم ففرق عظیم
والامکابر اولئیم

لا تنقص بامرق النجوم بشمس
واسمہ من ان یقال عنہ عیما

اور مصنف موصوف لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عبد القادر الجیلانی
قدس سرہ کی مجلس میں حضرت رفاعیؒ قدس سرہ کا ذکر آیا تب آپؒ فرمایا کہ
السید احمد الرفاعی حجتہ اللہ علی اولیائہ الیوم وصاحب ہذہ المائدۃ
اور بہ شعر فی البدیہ زبان مبارک سے حضرت رفاعیؒ کی شانیں ارشاد فرمایا ۔

شعر

ارائتہ قلت ہذا الخواص

ہذا الذی سبق القوم الاولی واذا

اور مصنف مذکور نے بحوالہ شفاء الاسقام لکھا ہی کہ بعض عارفین روایت
جہاں نبوی صلعم سے مشرف ہوئے تب آنحضرت صلعم سیدنا احمد الابرار رفاعیؒ کی

علی البانی یاری سے اونکو ملی العجمی سے اونکو ابو بکر شعبلی سے اونکو سید الطائفہ شیخ ابی القاسم جنید بندادی سے اونکو سدری السقطی سے اونکو معروف الکرنجی سے اونکو داؤد الظاہی سے اونکو حبیب عجمی سے اونکو ابی سعید بن بصری سے اونکو مولانا وقدوتا امام المشرق والمغرب سیدنا الامام علی بن ابرہا البکر کرم اللہ وجہہ سے۔ اور آپکو سلطان المرسلین حبیب رب العالمین خاتم النبیین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فائدہ ظاہری و باطنی حاصل ہوا۔

تحفۃ الاولیاء و شفاء الاسقام و برآین و تریاق المجہین اور عجائب واسطہ وغیرہم میں تحریر ہی کہ آپ جب مکہ معظمہ سے تشریف لاکے بمقام ام عبیدہ (جو کہ قریب بصرہ کے ہی) سکونت اختیار کی اور زہد و ریاضت اپنی جو کہ بدرجہ اتم تھی مشہور دیار و اسصار ہوئی۔ یہ خبر ہدایت اثر سنکے اکثر مشائخ کرام و علمای عظام نے اس نعمت عظمیٰ کو غنیمت جانکر مخلصیت بیت کر کے آپ سے فائدہ ظاہری و باطنی حاصل کیا۔ لکھتے ہیں کہ تقداد خلفاء و منسلکین سلسلہ رفاعیہ آپ کے حین حیات میں قریب ایک لاکھ اسی ہزار تک پہنچی تھی اوغین سے اکثر مشاہیر کے نام نامی و اسمای گرامی کتب مذکورہ بالا میں مرقوم ہیں۔ مذہب آپ کا شافعی اور فقیہ کامل تھے۔ تصنیفات و تالیفات آپ کے بہت ہیں مثلاً معانی بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ و تفسیر سورۃ القدر۔ علم تفسیر میں سعبہ کتاب ہی۔ و الروایۃ۔ حدیث میں۔ اور طریق الی اللہ۔ و حالۃ اہل الحقیقۃ مع اللہ۔ اور ہجۃ۔ یہ تین کتابیں علم تصوف میں نہایت عمدہ ہیں۔ اور شرح التبیۃ فقہ شافعی۔ اور حکم۔ اور احزاب۔ و برہان المؤید۔ اس طرح چھ کتابوں پر مشتمل کتابیں آپ کی تصنیفات و تالیفات سے ہیں۔

طریقہ عالیہ رفاعیہ آپ ہی سے جاری ہے۔ آپنے مریدین و متعلقین کے لئے ذکر و کار کا ایک طریقہ مقرر کیا ہے۔ (جو کہ راتب رفاعیہ کہتے ہیں) اصل صورت

اوسکی اسطرح ہی جیسا کہ امام المورعین قطب الدینہ الشیخ عبد اللہ المظفری اپنی کتاب
 انوار احمدی میں تحریر فرماتے ہیں کہ سیدنا قطب الاقطاب الغوث سلطان الداعیین
 السید الاحمد الکبیر الرفاعی الحبینی قدس سرہ و روحہ ایک روز آپ اپنے اصحاب
 و مریدین کو محبت و معرفت الہی کی ہدایت و ارشاد فرما رہے تھے۔ اور بعض خلفاء
 کو امر کرتے تھے کہ ہر شب جمعہ و شب دو شنبہ کو بعد نماز عشا کے آدھی رات تک
 مشغول رہے ذکر جہر و نفی و اثبات جلی و خفی میں اور متوجہ رہے قلب جمہور میں
 جانب اور جنگ کہ اوس حلقہ ذکر میں ہی تو مستغرق رہے و فکر الہی میں سقوق و
 تواجد کے ساتھ اور فرماتے تھے کہ اگر تو چاہے تو ہر شب کو تنہا پڑھا کر تاکہ بالآخر تیرا
 سنور ہووے۔ اور سنور موصوف نے لکھا ہے کہ نیز اوس حلقہ مذکور میں دف
 کے ہمراہ قصاید و اشعار پڑھنے ہیں لیکن ذکر کا آواز دف کے آواز سے بلند رہنا ہی
 اور استماع ذکر کے باعث حالت شوق و تواجد میں آلات الہی (مثلاً گڑ شمشیر
 و سنج وغیرہ) سے خود کے بدن پر ضرب کرتے ہیں جو بعینیت ایزدی اور اپنی برکت
 و فیض کے سبب کچھ مضرت نہیں ہوتی۔ شیر و گرگ و سانپ بھوکہ کھانا اور لڑک
 میں داخل ہونا اور پانی پر چلنا آپ کے توالبعین میں جاری ہے۔ کہ اتنی انوار احمدی للطبری ۱۳
 یہہ عجائب راتب مخصوص ہی خاندان رفاعیہ کی۔ جسطرح سماع محدود ہی
 طریقہ حشمتیہ پر اسی طرح ہر ایک سلسلہ کے پیشوا ہی طریق نے اپنے توالبعین کے واسطے
 ایک طریقہ ذکر کا مقرر کیا ہے جسکی تعمیل بدون اجازت صاحب طریق کے نازیبا و لاپرواہ
 ہی۔ اگر بدون اجازت صاحب طریق کے بہت دھرمی سے وہ طریق چلاوین تو وہ
 فیض کہاں سے حاصل ہوگا جو کہ صاحب اجازت و نعمت کو ہے۔ چنانچہ کسی بزرگ
 نے کیا خوب فرمایا ہے۔

رہائی

ہیچ آہن ہم بخود تیزی نشد
 تا غلام شمس تیر تیزی نشد

ہیچکس از خود بخود چیز تیزی نشد
 مولوی از خود نشد مولای روم

ایضاً

کی شود بی شیر ز بدو کی شود پی پیر پیر

علم باطن بچو ز بدو علم ظاہر بچو شیر

حَقِّ خَدِّ مَرِّ خَدِّ مَرِّ - کیفیت بیعت و اجازت کی کتب مشایخین مثلاً قول
 الجلیل وغیرہ میں خلاصہ وار تحریر ہے اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں -
 کتب تواریخ و انساب سے منکشف ہے کہ آپ کثیر التزوج و الاولاد
 تھے۔ آپ کے بارہ فرزند و دو صاحبزادیان تھیں جنہیں چار فرزند و دو صاحبزادیاں
 آپکا جاری اور اقاہیم مختلفہ میں منتشر ہیں مثلاً شری اور آٹھ فرزند لاولد رہے چنانچہ فرزند
 اکبر سید صالحہ رفاعی اپنے والد بزرگ کے حین حیات میں راہی ملک بقاء
 ہوئے۔ اور سیدی بھی البخاری کے قبہ میں مدفون ہیں اور ان کے ایک فرزند المصطفیٰ
 سید محمد شمس الدین خلف ہوئے جنکی نسل واسطہ و بصرہ و بیلیات وغیرہ
 میں منتشر ہے۔ دوسرے سید محمد سعد بن اسرار اللہ رفاعی بعد وفات والد
 ماجد سجادہ شریعت و تولیت پر متمکن ہوئے۔ قبر شریف آپکی سید مہرین
 زیارت گاہ عالم ہے۔ اولاد آپ کی مصر و شام و بیلیات و مدینہ منورہ و عجم و
 استنبول و ہند کے شہر بمبئی و سورت وغیرہ میں موجود ہیں۔ تیسرے
 سید ابراہیم النقیب جنکے فرزند سید احمد صیاد سے نسب آپکا حوزہ پوشہ
 بندر بیک وغیرہ میں معروف و مشہور ہے۔ چوتھے۔ سید علی سکران
 جنکے فرزند سید شمس ان رفاعی سے نسب آپکا عراق و ماوراء النہر و
 ہند قندہار وغیرہ میں منتشر ہے مابقی آٹھ فرزند یعنی سید اسماعیل المجذوب
 سید یوسف سید عبدالفتاح سید ابوالمحمد حسن سید حسین سید
 موسیٰ سید محمود سید عبدالمحسن نفعا اللہ بار و اہم لاولد رہے۔
 اور دو صاحبزادیان۔ اول خدیجہ جنکو زینب بھی کہتے ہیں۔ دوم فاطمہ رضی اللہ
 عنہا تھیں۔ کذا فی التریاق ۱۲۔ و سفینۃ الاحمدی۔ و انساب طالیبہ۔ و ذرۃ
 المغنیہ۔ و روضۃ الانساب۔ و خلاصۃ الانساب۔ و بحر الانساب وغیرہم۔
 کرامات و خوارق عادات انجناب قدس سرہ مشہور و معروف
 اور بلا تعداد ہیں جو کتب سیر و تواریخ وغیرہ مثلاً تاریخ الامم یا فتح و تاریخ تریاق

سوا والعینین للامام رافعیؒ - واستقلاح فی ذکر الصلاح - وتر یاق المجین -
 وزیرت المجالس وغیرہم کتابوں میں مفصل طور مذکور ہیں۔ یہاں منظر اقصا
 فقط ایک دو آئینات خیر آیات تحریر کئے جاتے ہیں چنانچہ عطر فی الفرج الفاروقیؒ
 سے منقول ہے کہ ایک روز ب دریا ہی واسطہ ہم اکثر اشخاص حضرت غوث المکرم قطب
 الموعظ سیدنا احمد الکبیر الرفاعی قدس سرہ کے ہمراہ تھے کہ یکایک اپنے نعرہ کیا اور
 فرمایا کہ مجھے یوں الہام ہوتا ہے کہ اسی احمد تیرے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کی
 زیارت کو جاؤ وہاں تیرے لئے ایک نعمت پر سعادت امانت ہے جو آنحضرت
 صلعم سے تمھکو عطا ہوگی۔ لہذا میں زیارت رسول اکرم صلعم کا عازم ہوں
 تم سبھوں کا کیا قصد ہے تب سید عبدالرزاق المحسینی کھڑے ہو کر فی البدیہ
 یہ شعر سوزوں کر کے عرض کئے۔ — مگر کل امر فاننا لا غنا لہ — وحسب
 حذا فاننا عندہ نقف۔ یعنی جو کچھ کہہ کر شاہ عالمی ہو بسو و چشم ہم حاضر ہیں۔
 غرض کہ وہاں سے آپ مع جماعت ائمہ عہدہ کو تشریف لائے اور باب سفر
 تیار کر کے عازم حجاز ہوئے۔ مصنف نے لکھا ہے کہ وہ سال ۸۵۷ھ ہجریہ تھا
 اور جبکہ آپ نے حج بیت اللہ کا قصد کیا تو ایک ابنوہ کثیر عازم حجاز ہوا۔ بعد
 فارغ ہونے حج بیت اللہ سے زیارت نبی صلعم کو روانہ ہوئے اور آپ پیادہ و پا
 برہنہ چلتے ہوئے روضہ اقدس تک پہنچے۔ یا کو سوقت ۹۰۰۰۰ اور ہزار سے زیادہ آدمی
 موجود تھے۔ حضرت رفاعیؒ بعد نماز عصر کے حرم شریف نبوی صلعم میں داخل ہوئے
 اور تمام زوار حرم مبارک میں اور اطراف و جوانب جمع تھے حضرت رفاعی قدس
 سرہ نے قبر سنور کے قریب ہو کر نہایت ادب و انکساری سے تحفہ سلام پیش کیا
 السلام علیک یا جہدی وہن از روی انعام و مرحمت و علیک السلام یا ولدیؑ و شاہ
 ہوا۔ جو حاضرین نے سنا آنسہ و رصلی اللہ علیہ وسلم کے جانب سے اس درجہ
 انعام و اکرام ہونے کے باعث غایۃ ذوق و شوق سیدنا احمد الکبیر الرفاعیؒ پر
 حالت وجد و عدا غالب ہوئی۔ حتیٰ کہ تاب کھڑے رہنے کی نہ رہی۔ بعد ایک لمحہ کے

قبر شریف کے قریب ہو کر نہایت عجز و فروتنی سے یہ رباعی عرض کی۔ فی حالت البعد
روحی کنت ارسلہا۔ تقبل الارض عنی وہی نالیتی۔ وھذہ دولۃ الامت
قد حضرت۔ فامدی مینک حتی تحضی بھاشفی۔ سبحان اللہ کیا نواز فرم کر اکر ام
رسول خیر الانام حضرت رفائی کے حال پر میں جو بوقت ہر اشعار تمام ہوئے تھے کہ قبر مبارک شریف
ہوئی اور دست سحر نما مثل جہر برضیا ر جلوہ آرای انجن عالم ہوا فوراً حضرت رفائی
خامس سترہ نے اوس دست سطر نمونہ پر بوسہ دیکے فائدہ ظاہری و باطنی حاصل
کئے اوس وقت پر کہ یہ کچھ بہت اصحاب خیر موجود تھے لیکن جب سحر بر صنف تریاق
المحبین مشایخین کرام و اولیاء عظام کے نام نامی و اسمای گرامی یہ ہیں شیخ عقیل الدین
شیخ حیوۃ ابن قیس الحارثی۔ اور شیخ عدی بن مسافر۔ اور سیدنا شیخ عبدالقادر الجیلانی۔ اور
شیخ احمد زعفرانی۔ اور شیخ سید عبدالرزاق الحسینی۔ اور سوانکے بہت سے اولیاء کاملین
و مشایخین صالحین وغیرہم موجود تھے۔ کدافی تریاق المحبین و شرف المحکم۔ التتویہ و
ترتیبہ المجالس وغیرہم ۱۲

۔ دیکر اصحاب کرام است۔ آب و ارباب ولایت اقتاب سے مروی ہے کہ ایک
روز حضرت سیدنا مولانا میران محی الدین شیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے
خادم ہدم کو بھیجتے سلطان الاولیاء برہان الاتقیاء الغوث سیدنا احمد الکبیر الرفاعی رحمۃ
اللہ علیہ روانہ کیا اور زبانہ او سے کہہ دیا کہ ما العشق۔ یعنی عشق کیا چیز ہے۔ جبکہ
خادم مذکور نے حضرت سیدنا احمد الکبیر الرفاعی کے حضور اقدس میں اللہ والعشق کو بیان کیا
آپ نے یہ لفظ سن کر ایک دھج و دوسرے پر سوز سے نکالی اور فرمایا کہ العشق فاعرف حیرق
ما سوی اللہ تعالیٰ۔ چنانچہ اوس آہ جانکاہ کی تاثیر سے اول نوایک درخت چکے سایہ
میں آیت شریف رکھتے تھے آگ لگ گئی اور میں بعد خود سیدنا احمد الکبیر الرفاعی بھی چلنے لگے
یہاں تک کہ تمام بدن اکیلا جگر خاک ہو گیا اور بعد وہ خاکستریانی بنکر بمقام نشست برف کے
مانہ جم گیا۔ اوس خادم نے بہ حال پر ملال دیکھ کر رزان و ترسان بخدومت حضرت سیدنا
عبدالقادر الجیلانی حاضر ہو کر تمام کیفیت بادید و استکبار عرض کی حضرت موصوف نے فرمایا

کہ تم اوسی مقام پر واپس جاؤ اور جبکہ ہم پر کہ جسم مبارک حضرت سید احمد الکبیر رفاعی کا گرمی محبت الہی سے جملہ اول خاکستر اور پھر فیوض ربانی سے پانی ہو گیا ہی اوس مقام کو عطر و گلاب وغیرہ عطریات سے معطر کرو اور اوس پانی کے گرد اگر دھواں جلاؤ کہ جسم مبارک کا پکا پھر بعالم عصری رجوع کر لیا چنانچہ اس خادم نے حسب ارشاد تعین کیا ایک ساعت نہ گزری تھی کہ حضرت سید احمد الکبیر رفاعی نے مقام فنا فی الفنا و موتوا قبل ان تموتوا سے پھر رجوع کیا۔ اور وہ پانی قدرت الہی سے صورت جسم نکلیا۔ اور سید احمد الکبیر رفاعی قدس سرہ کلمہ پڑھتے ہوئے اٹھ بیٹھے منتظر قادر قدرت تو داری ہر چیز خواہی آن کنی۔ مژدہ راجاتی بخشنی زندہ راجیان کنی۔ جبکہ ہم خبر فرحت از حضرت سیدنا عبد القادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو فرمایا کہ اولیاد اس مقام فنا در فنا میں پہنچ جاتا ہی تو پھر رجوع کرنا اور کمال عالم عصری میں ممکن نہیں ہو کر لیا کہ کوئی شخص اس طرح پھر بعالم عصری رجوع نہیں کیا۔ ایک بہرہ سید احمد الکبیر رفاعی۔ اور دوسرے ایک کہ لایام سلف میں اوپر بھی یہی حالت وقوع میں آئی تھی شمع شہ سوارانی کہ دیند صریحاً یہ یافتہ دریائی سفینے کنارہ پہلے گشت غرق بحر میں درست پہنچی خبر از بحر دار ندنی کنارہ پہلے گشتہ کرامات وغیرہ سلوالات با سعادت آپ کی بروز پنجشنبہ یکم رجب المرجب ۱۲۸۵ ہجریہ میں واقع ہوئی۔ عمر شریف آپ کی چھپ ستھ برس کی تھی۔ وفات بروز پنجشنبہ وقت عصر بقول اکثرین بامیسورین جمادی الاول ۱۲۸۵ ہجریہ بمقام ام عیدہ واقع ہوئی۔ اور قبر اطہر اوس مقام پر روضہ مبارک میں زیارت گاہ عالم ہی۔ رضی اللہ عنہ و نفعنا اللہ بہ فی الدنیا و الاخرۃ و بجمع عباد اللہ الصالحین امین۔ و ما توفیق الا باللہ حسبی اللہ و نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر

کچھ خادم الطلاب و المشائخین السید نور الدین سیف الدین صاحب السجاده
السیر حسان الدین الحسینی الموسوی لرفاعی عفا اللہ عنہما
و عن سایر المسلمین
امین یا رب العالمین



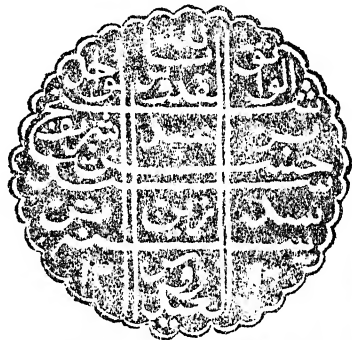
ما ظهر في هذا القتيوي من الروايات الشرعية
والمسائل الفقهية فهو صحيح كتبه السيد علي
بن محمد بن أحمد البغدادي عن عفي عنهم

قد جمع الجواب كتبه خادم الشرع شريف
قاضي شريف عبد اللطيف لوند في قاضي شريف
معمور في بمبئي وتعلقه برتبا كبرى



وقد اصل في الجواب والاداء على الصواب كتبه
خادم الطلبة القاضي اسمعيل المهدي عفا الله
تعالى عن والد له

وكان كاتبه خاتمه
ما فيه اسطر وهو صحيح



ما حصره في هذه الرسالة فهو صحيح خادم العلماء
محمد كاظم عفي عنه

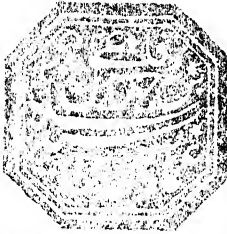
ما اجاب المجيب فهو فيه
مصيب كتبه خادم
الشرع القاضي
شيخ محمد
مرحوم
عفي عنه



ما حصر في هذه الرسالة فهو صحيح كتبه خادم
الطلاب ضياء الله بن مولوي محمد الحسن
عفا الله عنهم جميع المسلمين
امين ١٢



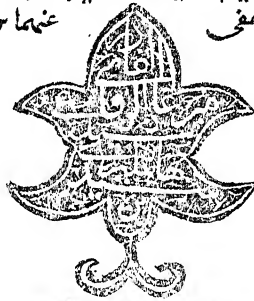
الامر كما كتب كتب العبد المسكين
السيد عماد الدين الرفاعي
عفی عنه ۱۲



الامر كما كتب كتب اضعف السالكين
السيد ابو الفتح حسام الدين الحسيني
الموسوي الرفاعي عفی عنه امين ۱۲



الجواب مع كتبه سيد جهانگیر بن سيد ميرزا رضا صاحب القادری
عفی عنهما ۱۲



حاملاً ومُصلياً ومسلماً

فی الواقع بعد قیل وقال صحیح یہ ہے کہ ضرب و خوف شرعاً مباح ہے اور اشعار و قصائد سنہ پیر بنا بھی درست ہے اور وقت و جہ صحیح کے بلا اختیار تحریر و تمایل میں ہر قول معتد کچھ کلام نہیں اور ضرب شمشیر و خنجر و غیرہا بمصلحت دینی بلا قص و تشدید بازی و عدم ضرر و افراط جائز ہے۔ اور توسل و استعاذ بلفظ یا یا بغیر یا بریندہیں منصوص ہے اور جائز ہے۔ اور علم و نشان زمانہ نبوی میں تھے۔ اور ہتھکڑیاں وغیرہ کے وقت بھی رہتے تھے۔ اور بعض روایات میں آیا کہ حضرت مدینہ شریف میں مع نشان داخل ہوئے کجا ذکرہ المہیب۔ اور کلمہ طیبہ وغیرہ کا نشان لگنا بشرط حفظ حرم و درست ہے۔ اور کلمات تہجد بہت اولیٰ ذکر و نفع اسد پر کاتھم باع و مال و نفع دنیا و آخرت میں

حرره العبد الفقير الى مولاه عبيد الله جعل الله اخرته خيراً من اولاه

احقر مؤلف ان سب حضرات بابرکات کا تہ دل سے شکر گزار ہے۔

خداوند عالم ان صاحبانِ جانشان کو سلامت باکرامت رکھے اور جزائی خیر عنایت فرماوے۔

قطعات تاریخ الطبائع رساله
تحفه رفاعه

ما و با می تواریج عطیه زبده العلماء و المشائخین عمدة الفضلاء و السالکین حضرت سیّدنا
 بنحو مشکاة مولانا و لوی حاجی سید عواد الدین جنتنا الحسینی الموسوی الرفاعی مد ظله العالی

مخلصه جونا المسائل	منها اثنتان على ظاهر النور	تحقيقات النور	لحال الضرور
١٣ . ٦	١٣ . ٦	١٣ . ٦	١٣ . ٦

أَيْضًا قَطَعْنَا بَيْحَ
أَلْفِ الْوَلَدِ هَذَا وَاللَّحْمَ
بِاسْمِهَا عَامًا عَامًا قَالَ
رَبِّ يَجِي وَيُشْكِرُ سَعِيَةً
أَنْزَيْبُ حَقَّةُ الرِّفَاعِيَّةِ

از طبع وفادار و فہم نقاد و علمای زمان حضرت مولانا سولوی حاجی خلیل الرحمان صاحب سلمہ المنان

کہ تفسیر فاعیہ تالیف شد	سید با ختم خستہ قصال	اسم امیش دان نور الدین	صاحب علم و فضل و خلق کمال
بہر تارخ طبع آن مخفہ	فکر ناقص نمود چون خیال	ناگہم با تفسیر ستودہ شمیم	اور ساعہم سازد این فی الحال
	سر کاذب شکستہ خوان تو خلیل		
	ہو بہر موجب ہدایت ضال		
	۶	۱۳	

تقریباً ہشتاد و شش ہجری سن فخر مخموران گجرات و کن سحر و شہر و خباب محمد منظور صاحب منظور

ای امارت و سیادت تفسیرین - وای صاحب علم و علم فصاحت و بلائین - عالجہ در ضیع با نگاہ
والا مناقب مولانا سید نور الدین صاحب سجادہ - اعنی مسند آری نیاغہ - جزا کم اللہ خیر - و حر سکم
اللہ من کل خیر - چہ احر جہاد مر جہا - آفرین بل ہزار آفرین - کہ آپسہ خصوص اس زمانہ میں کہ اکثر دین
عقیدہ سے بودے ہو گئے ہیں - ایسے خواب غفلت میں سو گئے ہیں - کہ بزرگان دین - و ادویا - سالکین
بلکہ قطب الاقطاب - اور انبیاء عالمین - اور اہل بیت اطہار - و اصحاب کبار - تک کی بزرگی یا
خرق عادات کا کچھ ذکر آتا ہی - تو اوسکو ایک فسانہ جانتے ہیں - کسی کی نہیں مانتے ہیں - یہہ رسالہ
ایں الہام کہ باید و شاید - میں نے اس عجلالہ کو اول سے آخر تک دیکھا اس میں بارہ سوال مع جواب
باصواب بحوالہ مکتب فائزہ تحریر ہیں - اور اخیر میں ایک فائدہ مکرر ہے جس میں اختصار و خوبی کے
ساتھ سیدنا احمد الکبیر الرفاعی کے حالات و کرامات و تطہیر ہیں - یہہ رسالہ ایسے دلائل باطلہ
و براہین قاطعہ سے پُر ہے کہ مخالفوں کو چون و چرا کر نیکاجمال نہیں - کسی کو یاری قیل و قال نہیں
ہم سوا اسکے اور کچھ نہیں لکھتے ہیں کہ اسکی جزای خیر بطفیل آپ کے جد امجد کے جناب باری عطا فرماؤ
ذیل میں قطعاً تواریخ درج ہیں ازراہ لطف انہر بھی نظر ہو جاوے - زیادہ - آفتاب ہدایت و
کرامت تابان و درخشان بادرباب العباد -

مکررون کے لئے سوار و ناک	قطعہ تاریخ	بھی بیشک رسالہ غازی
--------------------------	------------	---------------------

کالی جنت کی ہیں صفیں سطرین ہی بہ رنگی عبالہ غازی	واع دشمن میں ہر جواب سب گل دریاں و لالہ غازی
گرچہ جنگی نہیں یہ قلعی آب تیز تر یہہ منقارہ غازی	منکرانہ دفاعی کٹ گئے دیکھ جو ہر خوش سقا غازی
بین الف تیر اور ہر شمشیر کاٹ پر ہی عبالہ غازی	کلک بجز خباب نور الدین ہی ہنچہ و نالہ غازی
بین اسیر وطن سو بہ تاریخ کی خوشی سے حوالہ غازی	سرحاس کو کر قلم مستحور مسائل گئے (رسالہ غازی)

الف

اب رساں جو نور ہیں لکھا ہو نہیں پروا نہ اور وہ شمع حال	اب کرانت کے منکر و کادو دیکھ کر اسکو ہو گا بدتر حال
جی خدا کر کے کر رقم منظور جنوہ تحفہ الزرقعی سال	

الف

دلا جاوہ آرائی رفاعی کہ سید احمدان از واصلین است	رفع القدر رسید نور ہیں است
دراحوال جناب قطب اکرم چو ذکر او لباء واصلین است	دخشان و خیابان برصالحین است ز ہی باغ و بہار زایدین است

چکیہ گلگشت و صفا رقم و تہجیر طبع بلانہ غازی
عنت مستحور یکتا جناب سید فقیر محمد صاحبہ الہامی تخلص ف

زہے زمانہ ترنگین زہے بہار طرب زہے تفریح گلگشت نگہت کشن	زہے شباب عروس گل زہے بلبلیں یہہ جیشیں ہیں دم ذکر ایزد و انین
زہے تخت و تار و سند باد چمن عجبت نہیں ہر کچھ ای شام جھوننا تیرا	روان ہی باغ شریعت میں نہر علم سلوک ہوائیں معرفت حق کی چلنی میں سر سبز
دلِ خدا دلِ عالم ہی نغمہ سنجی میں نکھار پر ہی گلِ علم حق کا وہ جو بن	غلام گوہر صدیقی جی آبر و ہمہ تن جو ٹھنڈی ٹھنڈی بیباقت آئی ہی
غلام گوہر صدیقی جی آبر و ہمہ تن دفع طرقت حق کی وہ آج نوبت ہی	بجای ہی گونج اوشے قلب ہیر چہ کہن زمانہ وجود میں ہی کہہ کے المداہیر
سر و جذب میں کس ہر خیال رنج و محن پیار ہا ہی ہی شوق چرخ مینا کار	بیر ایک مرید رفاعی کو تیک ساقی فن جناب سید احمد کبیر کے قسربان
بہہ وہ طریقی ہی سپر شمار عالم ہی کہ چٹا نور سے روشن ہی خطہ گو کن	زبان اونچین کا علم دیکھ ہی تاہ و کن کتا بارہ و کوئی اونکے تذکرے میں تھی
اثر نہ تیغ کوئے اوشے نام لیوا پر کہ اوس میں حال پراہ کا بھرچ و بسط سخن	رقم ہی حسین باہج حال شاہ زمزم کیا وہ کہم ہر ایک لطف فرما سنے

<p>کتاب ہی کہ نسیم بہار جنت ہی کرے شیا بہر کہان نطق پیچہ رسوسن ظلال نور طریقت ہزار ہین مجھدین ضیاء چہر چہر طریقہ روشن لبو کو کر الہی مین جہنشین ہر دم اوغین کی جہر فکرت کا ہی ہر کہ غزن</p>	<p>کیا ہی صورت گل جسے ایک جہا کا دین کلام مین اثر وجدہ چیز پیسا ہی یہ کہہ رہا ہی عیان حرف و کلام ملک صفات خزانہ اوقات ذکر و شغل زبانہ نام خدا اور دیا ہی کا سخن خیال طبع ہوا اونکا جب پس ترتیب</p>	<p>کتاب ہی کہ نسیم بہار جنت ہی کرے شیا بہر کہان نطق پیچہ رسوسن ظلال نور طریقت ہزار ہین مجھدین ضیاء چہر چہر طریقہ روشن لبو کو کر الہی مین جہنشین ہر دم اوغین کی جہر فکرت کا ہی ہر کہ غزن</p>
<p>تو ای فدایہ لکھائیں نے صریح تاریخ زبے سبیل شری زبے کتاب حسن</p>		
<p>ہین سبیل انوکا رپاک بالحق بلند طبع کتاب رفاعی اہل طریق ۱۳</p>	<p>اَلَيْضًا</p>	<p>ہزار شکر کہ تحریر شد زونالدین نوشت کلک خدا بہر سال ابن مصرع</p>
<p>جوش زن بحر بہر ہی حضرت نور الدین باد عشق رفاعی کا بہر خفا ہی شوق اسکا ہی بڑا دیتا ہی عشق خالق جب سنائیں نے خدا نسخہ نو چھپتا ہی</p>	<p>ایضاً عجلو جسکے اوصاف کا مخلوق مین کچر چا دیکھ کر اسکو ہی کہتے مین مستان ازل نسخہ پاک تو ہی ایک گر کیا کیا ہی فکر تاریخ مسیحی میرے دل مین آئی</p>	<p>لہ الحمد وہ تالیف ہوا ہی نسخہ آبر و باب او نہیں سے بہر دیکتا ہی مستقیم ہی اور احوال رفاعی ہی بیک آغاز کا انجام و مان اچھا ہی</p>
<p>گلشن تذکرہ نیک ازلی زیبا ہی ۱۸</p>	<p>۸۸</p>	<p>اہل طبع نے لایہ چمک کر ناگاہ</p>
<p>رقمزدہ کلک گہر سلک رفیق و شفیق جناب حاجی محمد صدیق صاحب تحلیص اخلاص</p>		
<p>نہی بطور عیشدین تھو خوب خصوصاً گنج سدا رفاعی حقیقت کیش عرفان کوثر مرشد بعالم اسم نور الدین رفاعی زکاف و فون و رن گن ہویدا</p>	<p>درآمد بحر عرفان جوش و جوش ز سجادہ نشینی پاک نبیاد نسیم گلشن احکام وارشد الف مفتاح قفل باب عرفان گمان این بہت بر سر سلسل</p>	<p>نہی بطور عیشدین تھو خوب خصوصاً گنج سدا رفاعی حقیقت کیش عرفان کوثر مرشد بعالم اسم نور الدین رفاعی زکاف و فون و رن گن ہویدا</p>

فی تاریخ گفت اختتام حضرت

ایضاً

هویداجلوه نور مشربیت
۶/۱۳

جناب نور دین ست جلوه کرب
و حاشا من هب کفیت سے

جناب انور طریقت
جدین مامین تمام طریقت

رسانه دو کما خدمت رفیعانیت
کلمه سیرت بیچ اسکی اخلاص

عیان میں حسن آنا طریقت
کلمہ سیرت کل طریقت

چکیہ خدمت ندرت شماسه محب صمیم جناب شمس عبدالکریم صاحب تخلص مشکا الرحمن جناب

عقربت من جناب نور الدین

واقف مدور سبحان است

کود تصنیف نسو نادر

سالک الزین ل و جان است

ای مدرس برزی سال طبع

گفت با تفسیر چراغ ایمان است

۶/۱۳

۶/۱۳

نتیجہ فکر صاحب عبدالرحمان صاحب سیمین تخلص و کما شگرفدا

نہی کتاب رفیع جناب نور الدین
رقم شد است بی اطلاع با تکمیل

کمروشن ہستازان حال صوفیان جلیل
جزای فیروہ دین بصاحب تالیف

بیان حضرت احمد کبیر خضر طریق
کرم جمع کرد مضامین میثال و عدیل

۶/۱۳

بفضل حضرت باری چو وقت طبع ربیعہ

و کما نوشت با شش کن بی خبر جلیل

۶/۱۳

۶/۱۳

ریختہ قلم جو اہر رقم جناب شیخ احمد صاحب عالم تخلص احمد ملک ماسٹر سیمین سید شفیق و کلمی تلمیذ فدا
ولا نور دین سید عتیق خصال
کتابی رقم کرد با طرز شرع

علو ربیعہ سیر فاعی شریف
سبیل محقق مضامین لطیفہ

طریق خصال و شریعت با
ویم شیخ احمد تبا رنجاد

حقیقت شناس و بطبع لطیف
نوشتم چاقوال شرع شریف

از تلمیذ انکار متبن جناب ماسٹر عبدالرحیم احمد صاحب تخلص امین تلمیذ فدا

جدا از جناب نور الدین

شدمرتب کتاب نور رشاد

و تم تاریخ طبع گفت امین

میر تابان صاحب ارشاد

طبع رشاد عالی نہاد شاعر شیرین بیان جناب سید حسن ابن حضرت سید عبدالرحمان صاحب جہاد سید نور الدین راجوہ

این کتب شریفہ نادر خوب
فکر تاریخ چون نمود حسن

کود تحریر نور دین حضرت
شعر دین نوشت با محبت

نایاب و تحفہ رفیعہ
ساد مغفلی ہست تعبیہ آن

از دلائل پرست با صحت
بشنوای ناظرین با وقعت

	کرده صد از سیر ادب کو سال	بار یا جین نگهت جنت	
--	---------------------------	---------------------	--

طبع از سخن خوش سیر جابید علم صاحب القادری متوطن سیور دین جنان

شکر بعد بعون قادر خاندان است رفاعی مشهور اندرین است مضامین رقم شاد گشته همه اهل دین	کرد تالیف جناب ماهر صاحب علم و فضیلت موفور گزشت شیر و دوف و نشر علم و معاند شده اخلاص آیین	حضرت مولوی سجاد دشتین چند آئینه بحسن و خوبی به هر سنگر آئین صواب چون بانجام رسید این نسخه	سید آل نبی نور الدین از روایات و احادیث نبی هست دندان شکن این خوبه فکر کردم بی سانش انگه
دل اندا کرد بسید نیکو	پادوی ذکر رفاعیه بگو	صل	

قصیده در مدح قطب الافاق و شمس العراق حضرت سیدنا محمد الکریم الرفاعی قدس سره مع تاریخ ولادت و وفات و شمار عمر آن ذات باریکات - و نیز تاریخ طبع رساله هذا از طبع مراد سلاله خاندان مصطفوی فقاوذه و دو مان مرتضوی - حضرت مولانا سید زین العابدین صاحب

بیت الحسینی الموسوی الرفاعی - تظلمه العالی المتخلص به عابد برادر مؤلف

افرو لیا و صد نشین بر سپهر کراست و رفعت یعنی آن فخر اقیانوس زمان ذات پاک تو مثل بدر کمال اشتیاق زیارت دارند چونکه زار نشدی برو غم پاک دست اعجاز سرور عالم بیکس از ولی و قطب زمان آتش ز نام پاک سر و شود حزب شمشیر و گرز بر اندام	شاه عالی تبار و باتسکین جلوه افروز و همچو ماه سپین یعنی آن پیشوای مهند تین اولیای زمانه چون پروین هم ملک بر فلک بشر زمین با جماعت کشمیر ز تو این شد هویدا ز قبر نور آگین بیعت ظاهری نیافت چنین شمیر گرد و چو گرد مسکین نه مضرت دهد با حمیه تین	سرور سالکان صدق و صفات کیست آن مانتای جاد و جلال سید محمد کیر بو العباس هست حصن کراست عالی از عرب تا عجم شدی مشهور به نواخته جواب سلام بوسه بر دست جد خود دادی فیض آن بوسه دایما باقی ز بهر قافله ذوق و شوق تمام مار گرد و چو ریحان بی حیران	رهر و در نهائی راه یقین کیست آن آفتاب علیین بار قاعی ملقب است یقین رنگه با حجاب چرخ برین گرچه کردی عراق جای گزین از حبیب خدا رسول امین این مراتب رسید با تکبیر هست در کثرین خدایین چون شکر میخورند معتقدین نرساند گزین به شکر کلین
---	---	---	---

فکر و صفت برای شیء والا	برتر آمد ز فکر و وهم ستین	بست سال تو که دو جلالت	نیز تعداد سال عمر چنین
لفظ (گشتی) ولادت خود	کن ز (ایه) شمار عمر و سنین	(بشیر الله) سنین و معالی آمد	نقل بنمود چون نخلدیرین
فیض عانت بکائنات رسد	تا قیام قیام دیوم الدین	بست عابد تو از سید برگ	بهر چه دل شکسته و خیزین
ختم کن و صفت حضرت موصوف	این باشد رت رسان معتقدین	کانه دین روز باز فضل خدا	طبع شد تحفه ایعد تزیین
آنکه تا ایضا شتد یا خوبی	انبراد و عزیز نورالدین	شد از انوار تو که گیش شمس	پرفیاض رنگاه اُحمد یمن
آفرین مشرب رفای را	کر و ثبات از سبیل دین	هر که دیرش روی صد تو گشت	مر جام جواد صد تحسین
بهر طبعش جو فکر کردم سال	شده از دل بمن رسیدین	ایکه بر نور شد جهان عابد	گشت روشن گوهر چرای سنین

ایضا قطعه تاریخ

شد چه مطبوع تحفه نامدار	بهر غیر و کبریت یق شد	بهر تزیید قول معروضان	از شریف دلیل واقی شد
بهر یضای جل این نسخه	رحمت از حکیم عافق شد	سال طبعش جو فکر کرد عابد	گفت یانف ظهور هادی شد

من طبعش از جناب سیادت و شرف نیا حضرت سید غلام محمد صاحب السیف محمد علی صاحب الزما

بهر بعد از قلم چون گشت تحفه	تخلص رفعت		شد از انوار کمالات حسینی
شرح و بسط نور الدین نوشته	رفای مشرب از صحفاتی	بسال طبع یانف گشت رفت	گجو آثار سادات حسینی

(و ذکر شیخنا علم الامه امام الدین عبدالکبیر الرافعی قدس سره) فی مختصره سواد العینین ما نفعه الخبر فی الشیخ الجلیل الامام العدل ابوالیونکان محمد الهاشمی الجاسی ان الشیخ الجلیل القدر ابا المظفر منصور بن المبارك الواسطی قدس سره جاء عام وفاته السید احمد الکبیر الی ام عبیده و وقف علی قبر القطب المشرق علیه و انشد فی سلاطینهم من الناس

سرت ناقصی لیل لا فسبحان من اسوی	الی الساحة القسعاء و الضعفة الکبری
وحطت حول السیر مثقلة علی	اریکه باب درها جبهه الخضری
انخت بها و الفجر سل علی الدجا	لنصا لافیا لله و الفجر ما اجبری
عجبت لضوء الفجر کیف نقشت	به مثقلات الغم من منكب الغبرا

كان حيا الصبح والشمس حوله
 امام به تجلى المخطوب وينطوى
 عليك بقوم القوم من الهاشم
 من الزهر ميمون النقية سيد
 ترى شؤس اهل الله تحت لوائه
 لقد اتمهم في مسجد القرب مرشدا
 تذكرنا بالمعجزات فعاله
 عظيم قرين شيوخ منبرها الذي
 اذا زرنته زرت الحسين وعنود
 من القارعين الخضم والنسب ماطر
 من الجعفر بين المجاحدة الاول
 توسل به لله واخضع بجاهه
 هو الغوث والغيث المريع ومنقذ
 هو الحجة الكبرى على كل قائم
 لأن ساء في عاصي برزء وفاته
 به اتقى سدهم الزمان واسرقى
 عليه سلام الله ما انقلب الدجا

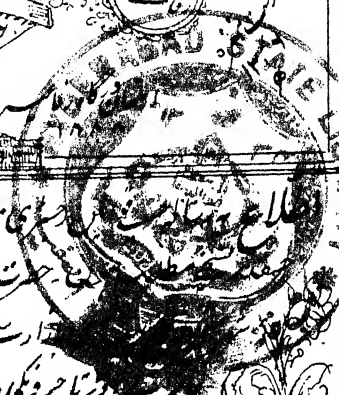
حين الرافعي ابن فالحة الزهرا
 بساط ذنوب طالمها وهن الظهرا
 نذل لك الدنيا وتحولك الاخرى
 تلوح على ميعاء غرته البشرية
 فهم جند براء وعماله بجرا
 كما امر طه الانبياء ليلية الاسرى
 وان انا الايمان تنفعه الذكرى
 مناقبه تتلى واياته تقرا
 وشاهدت عنوانات الرقضي جبرا
 من الحافظين الجار والدار لا تدرى
 ابو الهمة السعد والهمة الغبرا
 الى الله في القوا وبشراك في السرا
 خزانة طه اليوم والقبنة الحضرا
 اجل غيره في القوم حجتة صغرا
 فما ضرا في زرت عن عينه القبرا
 معارض خير لا احيط بسا خبرا
 بصبح وشم الناس من ذكوه عطرا

فظهر صوت من قبر السيد احاط بالقبنة المباركة يقرب **وذلك الكلام**
 انتهى ١٢ كذا في ترواق المجيبين

قطعة مارج من شيخ محمد نصيب الكاتب بذا الكتاب بحسب

انك ساعدت من كمال بيده كتابا
 باثبات ريت وفيه (مظفر الحق) بحجا

فصل حق من مرتب در طبع واپيد
 از روی افکار جهری تو بوی کبته ای غمی



1987